بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم
وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

Regd No. J. 37

بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید
وپائے محمدیاں برمنار بلند تر محکم افتاد

شرح چندہ
سالانہ ۸ روپے
ششماہی ۴ روپے
ممالک غیر ۱۵ روپے
فی پرچہ ۲۰ پیسے

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

ہفت روزہ
بدر
قادیان

جلد ۱۸ — شمارہ ۲۲

The Weekly Badr Qadian

ایڈیٹر
محمد حفیظ بقاپوری
نائب ایڈیٹر
خورشید احمد انور

۱۲ ربیع الاول ۱۳۸۹ھ — ۲۹ ہجرت ۱۳۴۸ ہش — ۲۹ مئی ۱۹۶۹ء

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۲۷ ہجرت (مئی)۔ اخبار الفضل تا حال موصول نہیں ہو رہی۔ جس کے سبب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے بارے میں کوئی تازہ اطلاع نہیں مل سکی۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور انور اور اہلِ بیت و دیگر احباب جماعت کا ہر طرح حافظ و ناصر ہو اور سب کو خیریت سے رکھے آمین۔

● محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کے اہل و عیال قادیان میں بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ محترم صاحبزادہ صاحب جنوبی ہند کے دورے پر ہیں۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ سفر و حضر میں آپ کا ہر طرح حافظ و ناصر رہے اور بخیریت واپس قادیان لائے آمین۔

قادیان ۲۷ ہجرت (مئی)۔ آج ۵ صبح آٹھ بجے مسجد اقصیٰ میں حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان کی زیر صدارت جلسہ یوم خلافت کا انعقاد ہوا۔ تفصیلی رپورٹ کا انتظار کیجئے۔

یادگیر میں جماعتِ احمدیہ کا ۶۶واں کامیاب سالانہ جلسہ

مقامی اور قرب و جوار کی جماعتوں کی بکثرت شمولیت

علماءِ سلسلہ کی پُرمغز تقاریر!

رپورٹ مرسلہ مکرم مولوی محمد عمر صاحب فاضل انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

جماعتِ احمدیہ یادگیر کا جلسہ سالانہ اپنی پوری شان و شوکت کے ساتھ نہایت ہی رُوح پرور ماحول میں مورخہ ۲۰، ۲۱ ماہِ امان ۱۳۴۸ ہش بروز جمعرات و جمعہ منعقد ہوا۔ اس رُوحانی اجتماع میں شرکت کرنے اور علماءِ سلسلہ کی تقاریر سے مستفید ہونے کے لئے تیماپور، گلبرگہ، نانڈور، دیودرگ، اڈکور، رائچور، بیجاپور اور حیدرآباد سے کثیر تعداد میں احمدی احباب تشریف لائے ہوئے تھے۔

یہ بات یہاں قابلِ ذکر ہے کہ بیجاپور کے قریب ہی ایک گاؤں ہے جس کا نام اونچال ہے۔ صرف ۲ سال قبل ہی وہاں احمدیت کا پیغام پہنچا تھا۔ وہاں سے ۷، ۸ افراد پر مشتمل ایک وفد ہمارے اجتماعوں میں شرکت کے لئے آیا۔ یہ افراد یادگیر اور حیدرآباد کے علاوہ اڈکور دیودرگ اور تیماپور کے جلسوں میں بھی بڑے شوق اور انہماک کے ساتھ شریک ہوتے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں ایمانی نور سے منور فرمائے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی لائی ہوئی ہدایت قبول کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

جلسہ سالانہ کے لئے قلبِ شہر میں واقع گاندھی چوک کو منتخب کیا گیا تھا۔ وہاں پر شامیانہ لگا کر جلسہ گاہ کو رنگا رنگ جھنڈیوں سے خوب آراستہ کیا گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے رُوح پرور اشعار اور دیگر اسلامی نعروں پر مشتمل خوبصورت BANNERS جلسہ گاہ کے چاروں طرف آویزاں کئے گئے تھے۔ رات کے وقت مختلف رنگوں کے قمقموں اور ٹیوب لائٹوں کی روشنی میں جلسہ گاہ نہایت ہی دلآویز منظر پیش کر رہا تھا۔ جلسہ گاہ تک بہت ہی خوبصورتی سے سجایا گیا۔ ایک سٹال قائم کیا گیا اور اس کے دروازے پر جلی حروف میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے
کناروں تک پہنچاؤں گا"

آویزاں تھا۔

پنڈال حاضرین سے بھرا ہوا تھا۔ اور جلسہ گاہ سے باہر بھی دور و نزدیک سینکڑوں افراد تقاریر سننے کے لئے جمع ہوتے تھے۔

وقتِ مقررہ پر جلسہ گاہ میں اراکینِ وفد موٹر کاروں میں پہنچے۔ تو اھلاً و سھلاً و مرحبا اور دیگر فلک بوس اسلامی نعروں سے اُن کا استقبال کیا گیا۔ اس کے بعد جلسہ کی کارروائی عمل میں لائی گئی۔

یہ اجلاس محترم سیٹھ محمد الیاس صاحب امیر جماعتِ احمدیہ یادگیر کی صدارت میں مکرم محمد نعمت اللہ صاحب غوری قائد مجلس خدام الاحمدیہ کی تلاوتِ قرآن مجید کے ساتھ شروع ہوا۔

مکرم محمد نعمت اللہ صاحب غوری نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چند اشعار

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے

نہایت خوش الحانی سے سنائے۔ اس کے بعد جلسہ کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے مکرم مولوی احتشام نبی صاحب مبلغ یادگیر نے ایک مختصر خطاب کیا۔

سلسلہ تقاریر کا آغاز کرتے ہوئے مکرم حکیم محمد دین صاحب نائب انچارج میسور سٹیٹ نے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ آپ نے بتایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کامل طور پر خدا تعالیٰ کے انوار کے مظہر تھے۔ اور خدا تعالیٰ نے خود آپ کو مجسم نور قرار دیا۔ فاضل مقرر نے سراجاً و قمراً منیراً کی تشریح کرتے ہوئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چند زرّیں اقوال و اشعار کی روشنی میں احباب کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بلند و بالا مقام سے روشناس کرایا۔

اس جلسہ کی دوسری تقریر مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی کی زیر عنوان اسلام اور امنِ عالم ہوئی۔ آپ نے اپنے مخصوص انداز میں اس موضوع پر مدلل اور سیر حاصل تقریر فرمائی۔ اور آخر میں ثابت فرمایا کہ اس وقت صرف اسلام ہی ہے جو موجودہ بد امنی کو دور کر سکتا ہے۔ آپ کی یہ تقریر تمام سامعین ہمہ تن گوش ہو کر سنتے رہے۔ اس تقریر کے بعد مکرم عبد الرشید صاحب گیانی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام

مصطفٰے پر ترا بے حد ہو سلام اور رحمت
اس سے یہ نور لیا بارِ خدایا ہم نے

خوش الحانی سے سنایا۔

اس جلسہ کی تیسری تقریر مکرم مولوی سلاح الحق صاحب مبلغ حیدر آباد کی "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عشقِ رسولؐ" کے عنوان پر ہوئی۔ آپ نے مختلف واقعات اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعض تحریرات کی روشنی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حضرت رسولِ عربیؐ کے ساتھ بے پناہ اور والہانہ عشق و محبت کا نقشہ کھینچا۔

اس جلسہ کی آخری تقریر مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل کی ہوئی۔ آپ نے موجودہ سائنسی ترقی کے بارے میں قرآن کریم کی مختلف پیشگوئیوں کا ذکر فرمایا۔ آپ نے قرآن و احادیث کی روشنی میں یاجوج ماجوج اور اُن کے کارناموں کو بیان کرتے ہوئے اُن کو موجودہ زمانے کے حالات کے ساتھ منطبق کر کے دکھایا۔ نیز قرآن مجید میں بیان شدہ علامات کو موجودہ سائنسی دور کے انکشافات سے تطبیق دیتے ہوئے

(باقی دیکھیں صفحہ ۱۰ پر)

مالک صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۲۹ ہجرت ۱۳۴۸ ہش

ساغرِ حُسن تو پُر ہے کوئی میخوار بھی ہو
ہے وہ بے پردہ کوئی طالبِ دیدار بھی ہو

اخبار الجمعیۃ دہلی کے جمعہ ایڈیشن کا ایک نوٹ دُوسری جگہ مکمل طور پر نقل کیا گیا ہے۔ اخبار کے مشاہد نے مال گاڑی کے ڈبوں کی لمبی قطار کو تیزی سے ایک دُوسرے کے پیچھے چلے جاتے دیکھا اور مشاہدہ کیا کہ یہ حقیر ڈبے انجن سے جُڑ کر منزل کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ اِسی حال میں مشاہد کی نکتہ رس طبیعت نے ملّتِ اسلامیہ کے منتشر افراد کی حالت کا موازنہ کرتے ہوئے حسرت کے انداز میں کہا ہے :-

"کیا یہ خوش قسمتی صرف مال گاڑی کے ڈبّوں کے لئے مقدر ہے! میں نے سوچا "مال کے ڈبوں کے لئے" انجن ہے کیا ہمارے انسانی قافلے کے لئے کوئی انجن نہیں۔ کیا یہ ممکن نہیں کہ ہمارا بھی ایک "انجن" ہو اور سارے افرادِ ملّت اُس سے جڑ کر ایک سوچی سمجھی راہ پر رواں دواں ہوں۔"

اِن حسرت بھرے الفاظ کا مختصر اور جامع جواب تو یہی ہے جس کی طرف عنوان میں دیئے گئے پُرمعرفت کلام میں اشارہ کیا گیا ہے۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ "انجن" تو موجود ہے مگر یہ افرادِ ملّت کی اپنی کوتاہ بینی اور لاپرواہی ہے کہ نہ اس کی شناخت کر سکے اور نہ اس سے تعلق پیدا کر کے افراد کا رواں بن سکے۔ یہی وجہ ہے کہ مشاہد کی زبان سے وہ بھیڑ کہلاتے نہیں تو وہ بھی "جماعت" ہوتے یا قافلہ کے نام سے پکارے جاتے، اُن کی کوئی منزل ہوتی جس کی طرف اُن کے قدم اُٹھ رہے ہوتے ----!!

مُسلم علماء اور مفکرین کے ایسے مایوس کن و حسرت انگیز مضامین اور نوٹ پڑھ کر اُن کی حالت پر تعجب آتا ہے کہ یہ لوگ ایک طرح ملّتِ اسلامیہ کی زبُوں حالی پر اشکبار ہوتے ہیں مگر واقعات کی دنیا پر مطلق نظر نہیں کرتے اور اصل علاج کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔ ملّتِ اسلامیہ کی تمام پریشانیوں اور ہر قسم کی مشکلات کا حل قرآنِ پاک میں موجود ہے۔ مگر مسلمان ہیں کہ اسی مبارک کتاب کو پیٹھ پیچھے پھینک رہے ہیں۔ خدا نے تو فرمایا تھا کہ

لَقَدْ اَنْزَلْنَا اِلَیْکُمْ کِتٰبًا فِیْہِ ذِکْرُکُمْ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ○
(انبیاء ۱۱)

ہم نے تمہارے لئے ایسی عظیم الشان کتاب نازل کی ہے جس میں تمہارے لئے عزّت و شرف کا سامان ہے۔ کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے ----؟

اِسی طرح رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآنِ پاک کے بارے میں فرمایا کہ یرفع اقواماً و یضع اٰخرین کہ یہ کلامِ پاک اپنی برکتوں کے ساتھ بعض قوموں کو سربلند فرمائے گا۔ اور اُن کے مخالف ذلیل اور رسوا ہوں گے۔ گویا قدرتِ حق کی طرف سے آئندہ زمانہ کے عظیم تغیرات اسی کلام پاک سے وابستہ کر دیئے گئے۔ جو قوم اس کتاب عزیز کو اپنے سر آنکھوں پر رکھے گی اور اس کی تعلیمات پر دل و جان سے عمل پیرا ہوگی وہی عزت و شرف کے بلند مقام پر فائز ہوگی۔ اور جس نے اس کی قدر نہ پہچانی، اس کے پیغام کو قبول نہ کیا تو ذلت اور پستی اس کا نصیب ہوگی۔ یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں رہی۔ دُنیا کی تاریخ اس پر شاہد ناطق ہے جس نے کلام اللہ کی اس ناقابلِ تردید صداقت کو بچشم خود مشاہدہ کر لیا کہ کس طرح عرب کے بادیہ نشین، بھیڑوں بکریوں کے چرواہے دُنیا کے بادشاہ بن گئے ----!! تاریخ اپنے واقعات دہراتی ہے۔ اب بھی دُنیا اس کے کرشمے دیکھنے والی ہے۔ مگر زیادہ افسوس تو اس بات کا ہے کہ وہ قوم جس کو قرآن کریم جیسی عظیم الشان نعمت ملی لیکن اس نے اس کی قدر نہ پہچانی۔ یہ بیش قیمت خزانہ اپنے قبضہ میں ہونے کے باوجود دوسروں کے دروازوں پر گداگری کرتی رہی ہے چشمہ صافی کے کنارے کھڑے تشنہ لب رہے ہیں ---!! بلاشبہ مسلمانوں کی اسی بے اعتنائی کو بطور پیشگوئی قرآن مجید میں اس طرح بیان کر دیا تھا کہ

وَقَالَ الرَّسُوْلُ یٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا ھٰذَا الْقُرْاٰنَ مَھْجُوْرًا
(الفرقان : آیت ۳۱)

اور رسُول مقبول از راہِ افسوس فرمائیں گے کہ اے میرے پروردگار میری قوم نے اس قرآن پاک کو پیٹھ پیچھے ڈال رکھا ہے ----!!

افسوس! عام مسلمان سے لے کر علماءِ دین تک کسی کو قرآن کریم کی طرف رجوع کرنے اور اس پر غور اور تدبّر کی نگاہ ڈالنے کی توفیق نہیں ملتی۔ صحابہ کرام نے قرآن کو سر آنکھوں پر رکھا اور ساری دنیا میں سرفراز ہوئے۔ مگر آج کا مسلمان اس سے دُور بھاگتا ہے۔ اس لئے تنزّل اور ادبار کا مزہ چکھ رہا ہے۔ ڈاکٹر اقبال نے مسلمانوں کو اس پر تنبیہ کرتے ہوئے کہا تھا ؎

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر ۔۔۔ اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر

اور خدا کے ایک نیک بندے نے اسی حقیقت کو ظاہر کرتے ہوئے فرمایا تھا ؎

مسلمانوں پہ تب ادبار آیا ۔۔۔ کہ جب تعلیمِ قرآں کو بھلایا

پس مسلمانوں کے لئے اصل چیز قرآنِ پاک ہے اسی کی طرف رجوع کریں اور اسکی سچے دل کے ساتھ رہنمائی حاصل کرنے والوں کے لئے کوئی امر مشتبہ نہیں۔ حتیٰ کہ جس امر کو الجمعیۃ کے ایڈیٹر نے پُرحسرت الفاظ میں بیان کیا ہے اس کے متعلق پوری تفصیل اور وضاحت کے ساتھ قرآن کریم میں روشنی ڈالی گئی ہے۔ چنانچہ دیکھو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو ایسا شجرہ طیبہ قرار دیا ہے جس کے بارے میں فرمایا :

تُؤْتِیْ اُکُلَھَا کُلَّ حِیْنٍۭ بِاِذْنِ رَبِّھَا

کہ یہ شجرہ طیبہ ہر مناسب وقت پر شیریں پھل دیتا ہے۔ یہ شیریں پھل مجددین کی جماعت ہے۔ جنہیں امت کی اصلاح اور دین کی تجدید کی غرض سے ہر صدی کے سر پر بھیجے جانے کا وعدہ دیا گیا ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

اِنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ عَلٰی رَأْسِ کُلِّ مِائَۃِ سَنَۃٍ مَنْ یُّجَدِّدُ لَھَا دِیْنَھَا۔

اور یہی مقدس وجود امت کی گاڑی کے انجن ہیں اور بعد از بعثت نبویؐ انسانی قافلہ کے قافلہ سالار ہیں۔ اور گذشتہ تیرہ صدیوں میں افرادِ ملّت کے قافلہ کی رہبری کرنے کے لئے خدائے قدوس کی طرف سے کھڑے کئے جاتے رہے ہیں۔ اُن کا وجود کوئی معمولی نہیں بلکہ ہادیٔ کامل صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے ہی تاکیدی الفاظ کے ذریعہ جمیع افرادِ امّت کو امامِ وقت کی شناخت کرنے اور اس کے ساتھ وابستہ رہنے کا ارشاد فرمایا ہے کہ مَنْ لَمْ یَعْرِفْ اِمَامَ زَمَانِہٖ فَقَدْ مَاتَ مِیْتَۃً جَاھِلِیَّۃً (ابو داؤد) ---- اسی طرح فرمایا ---- مَنْ مَاتَ وَلَیْسَ فِیْ عُنُقِہٖ بَیْعَۃٌ مَاتَ مِیْتَۃً جَاھِلِیَّۃً (مسلم بحوالہ مشکوٰۃ صفحہ ۳۲۰)

پہلی حدیث میں فرمایا کہ جو اپنے زمانہ کے امام کو شناخت کئے بغیر فوت ہوا وہ جاہلیت کی موت مرا۔ اور دوسرے نمبر پر مسلم کی روایت میں ارشاد فرمایا کہ جو شخص ایسی حالت میں مرا کہ اس کی گردن میں کسی امام کی بیعت نہیں وہ جاہلیت کی موت مرا۔

اب ان سب باتوں کو ملا کر دیکھئے نتیجہ ظاہر و باہر ہے کہ ملّت کی گاڑی کو قدرتِ حق نے کسی وقت بھی بغیر انجن کے نہیں چھوڑا۔ اس صورت میں افرادِ امت (جو مذکورہ تمثیل میں بمنزلہ ڈبّوں کے ہیں) کی بدقسمتی ہوگی جو وہ متحرک انجن سے اپنا تعلق قائم نہیں کرتے یا اس کی افادی پوزیشن سے غافل اور بے پرواہ ہیں۔

رہی مخصوص طور پر ہمارے اس زمانہ کی بات، سو اس بارہ میں بھی قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات میں واضح رنگ میں ہدایت موجود ہے۔ اس زمانہ کے بے مثل شر و فساد کے وقت قادر و توانا خدا کی طرف سے اصلاح و ارشاد کا انتظام بھی پہلے سے موجود ہے۔ چنانچہ اسی زمانہ میں امتِ مسلمہ کو مسیح موعود و مہدی معہود کے نزول کا وعدہ بھی دیا گیا ہے۔ اور ساتھ ہی بتاکید حکم دیا ہے کہ :

"جب وہ امام ظاہر ہو تو خواہ برف کے پہاڑوں پر سے گھٹنوں کے بل چل کر جانا پڑے تم اس کے پاس پہنچو اور اُسے میرا سلام پہنچاؤ"

سچے وعدوں والے خدا نے ٹھیک وقت پر اس موعود مسیح اور مہدی کو اسلام کی حفاظت اور اُمت کی اصلاح کے لئے بھیج دیا۔ یہی ہے جو قی زمانہ ملت کی گاڑی کا رُوحانی انجن ہے۔ اسی کے ساتھ جڑ کر افرادِ ملّت کو قافلے کی صورت میں منزل کی طرف بڑھنا ہے۔

خدا کے فضل و کرم سے احمدیوں نے وقت کے اس امام کی شناخت کی۔ اس

(باقی دیکھیں صفحہ ۱۱ پر)

خطبہ جمعہ

جو شخص ایمان کا دعویٰ کرتا ہے اُسے ابتلاؤں اور آزمائشوں کی بھٹی میں ضرور ڈالا جاتا ہے

خدا تعالیٰ کے فیضان کو حاصل کرنے کی کوشش کرو اور اس سے صبر و صلوٰۃ کے ساتھ مدد مانگو

از سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمودہ ۴ جولائی ۱۹۵۲ء

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا :-

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ دعوٰے تو یہ کریں کہ ہم ایمان لائے ہیں لیکن ان کو

آزمائشوں اور ابتلاؤں کی بھٹی میں

نہ ڈالا جائے۔ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَھُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ کیا لوگ یہ وہم بھی کر سکتے ہیں۔ کیا مسلمان اس قسم کے خیالات میں مبتلا ہیں کہ انہیں یونہی چھوڑ دیا جائے گا۔ انہیں آزمائشوں اور ابتلاؤں کی بھٹی میں نہ ڈالا جائے گا۔ انہیں تکالیف اور مصائب کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔ انہیں ٹھوکریں نہیں لگیں گی۔ حالانکہ وہ دعوٰے یہ کرتے ہیں کہ وہ ایمان لائے۔ یہ قاعدہ کلیہ ہے جو شخص ایمان کا دعوٰے کرتا ہے اسے ابتلاؤں اور آزمائشوں کی بھٹی میں ضرور ڈالا جاتا ہے۔ اگر یہ

قاعدہ کلیہ

نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ابتدائے اسلام میں یہ نہ فرماتا کہ تم کس طرح یہ خیال کرتے ہو کہ تم دعوٰے تو یہ کرو کہ ہم ایمان لائے لیکن تمہیں ابتلاؤں اور آزمائشوں میں نہ ڈالا جائے۔ دعوٰئے ایمان اور ابتلاء و آزمائش لازم و ملزوم ہیں۔ یہ ممکن نہیں کہ کسی تحریک کے شروع میں ایک شخص ایمان لایا ہو اور وہ اپنے ایمان میں سچا ہو اور پھر آزمائشوں اور ابتلاؤں میں نہ ڈالا جائے۔ اسے ٹھوکریں نہ لگیں۔ وہ مخالفت کی آگ میں نہ پڑے

پس ہماری جماعت کو ہمیشہ یہ امر مدّنظر رکھنا چاہیئے کہ جب اس نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ ہم ایک مامور من اللہ کی آواز پر لبیک کہنے والے ہیں تو انہیں ابتلاؤں اور آزمائشوں کی بھٹی میں ڈالا جائے گا۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَھُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ اگر یہ سچ ہے کہ تم ایمان لائے ہو تو یہ بات بھی سچ ہے کہ تمہیں ابتلاؤں میں ڈالا جائے گا

میں سمجھتا ہوں

کہ ... ہماری جماعت اس بات کو نظر انداز نہیں کر سکتی کہ ایمان کے ساتھ ابتلاء اور آزمائشیں بھی ہوا کرتی ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا خدا تعالیٰ نے ان سے بچاؤ کی بھی کوئی صورت بتائی ہے۔ اللہ تعالیٰ تو یہ فرماتا ہے کہ اگر تم ایمان کا دعوٰے کرتے ہو تو یہ بات مت نظر انداز کرو کہ تمہاری مخالفت کی جائے گی۔ تم پر ابتلاء اور مصائب آئیں گے۔ تمہیں ٹھوکریں لگیں گی تمہیں مارا جائے گا۔ تمہیں بے حرمت کیا جائے گا تمہیں بے وطن کیا جائے گا۔ لیکن اس نے اس کا کوئی علاج بھی بتایا ہے۔ ہم قرآن کریم دیکھتے ہیں۔

قرآن کریم میں

خدا تعالیٰ نے اس کا علاج بھی بتایا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ وَاِنَّھَا لَکَبِیْرَۃٌ اِلَّا عَلَی الْخٰشِعِیْنَ کہ جب تم پر مصائب آئیں ابتلاء اور آزمائشیں آئیں۔ ٹھوکریں لگیں تو اس کے دو ہی علاج ہیں جو خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ ہیں اور وہ

صبر اور صلوٰۃ

ہیں۔ مگر یہ صبر و صلوٰۃ آسان بات نہیں۔ اِنَّھَا لَکَبِیْرَۃٌ۔ یہ بڑی بوجھل چیز یں ہیں مگر جو لوگ خاشع ہیں۔ جن لوگوں کے دلوں میں خدا تعالیٰ کا ڈر اور خوف ہوتا ہے وہ اس بوجھل چیز کو اٹھانے پر تیار ہو جاتے ہیں۔ عملاً دیکھ لو مسلمانوں میں کتنے نمازی ہیں وہ لوگ جو تقریریں کرتے ہیں کہ پاکستان میں

اسلامی دستور کا نفاذ

ہونا چاہیئے شاید پانچ نمازوں میں سے ایک آدھ نماز پڑھ لیتے ہیں۔ اگر مساجد کو دیکھا جائے تو بہت تھوڑی مساجد آباد ہیں اکثر مساجد غیر آباد ہوتی ہیں زمینداروں کو لیا جائے تو ان میں نوے فیصدی وہ لوگ ہیں جو زمیندارہ کے اوقات میں نماز نہیں پڑھتے۔ دوسرے اوقات میں وہ رسماً نمازیں پڑھ لیتے ہیں۔ ہماری جماعت کو یہ ایک فضیلت حاصل ہے اور فضیلت ہونی چاہیئے کہ ہم میں سے ہر ایک شخص

نماز کی قدر

کو سمجھتا ہے لیکن وہ لوگ جو نمازوں میں سست ہیں وہ آخر کیوں سست ہیں۔ اس لئے کہ وہ کہتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ نماز پڑھنے میں بہت سی دقتیں ہیں۔ خدا تعالیٰ بھی یہی فرماتا ہے کہ یہ بڑی بوجھل چیز ہے وہ یہ نہیں کہتا کہ یہ بڑی آسان چیز ہے۔ وہ خود کہتا ہے کہ یہ بڑی مشکل چیز ہے لیکن ساتھ ہی یہ فرماتا ہے کہ جس شخص کے دل میں خوف ہوتا ہے وہ اس بوجھ کو بھی خوشی سے اٹھانے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ دوسرے اوقات میں تو ممکن ہے کسی میں کبر ہو، غرور ہو۔ لیکن جب وہ مصائب میں لیس رہا ہو تو اسے خدا تعالیٰ کے سامنے جھکنے میں کیا روک ہو سکتی ہے

پس ہماری جماعت کو

مشکلات کے مقابلہ میں

دعا اور نماز کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ میرے تو کبھی وہم میں بھی یہ نہیں آیا کہ کوئی احمدی نماز چھوڑتا ہے۔ لیکن اگر کوئی ایسا احمدی ہے جو نماز کا پابند نہیں تو میں اسے کہوں گا کہ وقت کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے اس وقت تم پر نماز گراں نہیں ہونی چاہیئے۔ مصیبت کے وقت میں نماز گراں نہیں ہوتی۔ مصیبت کے وقت لوگ دعائیں مانگتے ہیں گریہ و زاری کرتے ہیں ۱۹۰۵ء میں جب زلزلہ آیا تو اس وقت ہمارے ماموں میر محمد اسمٰعیل صاحب لاہور میں پڑھتے تھے آپ ہسپتال میں ڈیوٹی پر تھے کہ زلزلہ آیا۔ آپ کے ساتھ ایک ہندو طالب علم بھی تھا جو دہریہ تھا۔ اور ہمیشہ خدا تعالیٰ کی ذات کے متعلق ہنسی اور مذاق کیا کرتا تھا جب زلزلہ کا جھٹکا آیا تو وہ رام رام کر کے باہر بھاگ آیا۔ جب زلزلہ رک گیا تو میر صاحب نے اسے کہا کہ تم رام پر ہنسی اڑایا کرتے تھے اب تمہیں رام کیسے یاد آ گیا؟ اس وقت خوف کی حالت جاتی رہی تھی زلزلہ ہٹ گیا تھا۔ اس نے کہا یونہی عادت پڑی ہوئی ہے اور منہ سے یہ الفاظ نکل جاتے ہیں۔ پس

حقیقت یہ ہے

کہ مصیبت کے وقت خدا تعالیٰ یاد آ جاتا ہے جس شخص کو مصیبت کے وقت بھی خدا تعالیٰ یاد نہیں آتا سمجھ لو کہ اس کا دل بہت شقی ہے۔ وہ اب ایسا لاعلاج ہو گیا ہے کہ خطرہ کی حالت بھی اسے علاج کی طرف توجہ نہیں دلاتی پس اگر ایسے لوگ جماعت میں موجود ہیں جو نماز کے پابند نہیں تو میں انہیں کہتا ہوں کہ یہ وقت ایسا ہے کہ انہیں اپنی نمازوں کو پکا کرنا چاہیئے۔ اور جو نماز کے پابند ہیں میں انہیں کہتا ہوں کہ آپ اپنی نمازیں سنواریں اور جو لوگ اپنی نماز سنوار کر پڑھنے کے عادی ہیں میں انہیں کہتا ہوں کہ بہتر وقت دعا کا تہجد کا وقت ہے۔ نماز تہجد کی عادت ڈالیں۔ دعائیں کریں کہ خدا تعالیٰ ہماری مشکلات کو دور فرمائے۔ اور لوگوں کو صداقت قبول کرنے کی توفیق دے۔ مجھے اس سے کوئی واسطہ نہیں کہ دشمن کیا کہتا ہے لیکن یہ ڈر ضرور ہے کہ جب اس قسم کا پروپیگنڈا کیا جاتا ہے تو اکثر لوگ صداقت کو قبول کرنے سے گریز کرتے ہیں

پس ہماری

سب سے مقدم دعا

یہ ہونی چاہیئے کہ خدا تعالیٰ ہماری مشکلات کو دور کر دے جو لوگوں کے صداقت قبول کرنے میں روک ہیں۔ اور ان کی توجہ اس طرف سے پھیر رہی ہیں۔ ابتلاء مانگنا منع ہے لیکن اس کے دور ہونے کے لئے دعا مانگنا سنت ہے اس لئے یہ دعا کریں کہ خدا تعالیٰ وہ روکیں دور کر دے جو لوگوں کو صداقت قبول کرنے سے ہٹا رہی ہیں اور ہماری تکلیفوں کو دور کر دے ہاں وہ ہمیں ایسا بے فکر اور بے ایمان نہ بنائے کہ جس کی وجہ سے ہمارے ایمان میں خلل واقع ہو۔ درحقیقت

ایمان کا کمال یہ ہے

کہ انسان خوف اور امن دونوں حالتوں میں خدا تعالیٰ کے سامنے جھکے۔ اگر کوئی شخص خوف اور امن دونوں

حالتوں میں خدا تعالیٰ کے سامنے جھکتا ہے تو خدا تعالیٰ بھی اسے امن دیتا ہے۔ لیکن جو مومن خوف کی حالت میں خدا تعالیٰ کے سامنے جھکتا ہے امن کی حالت میں نہیں۔ خدا تعالیٰ اس کے لئے ٹھوکریں پیدا کرتا ہے اگر خدا تعالیٰ اسے مرتد کرنا چاہتا ہے تو وہ اس کے لئے امن کی حالت پیدا کر دیتا ہے اور وہ آہستہ آہستہ خدا تعالیٰ سے دور ہو جاتا ہے پس جو لوگ نماز کے پابند ہیں وہ

نماز سنوار کر پڑھیں

اور جو نماز سنوار کر پڑھنے کے عادی ہیں وہ تہجد کی عادت ڈالیں۔ پھر نوافل کے پڑھنے کی عادت ڈالیں۔ پھر نہ صرف نوافل پڑھیں بلکہ دوسروں کو بھی نوافل پڑھنے کی عادت ڈالیں خدا تعالیٰ نے لوگوں کو روزہ کی عادت ڈالنے کے لئے ایک ماہ کے روزے فرض کئے ہیں۔ روزے فرض ہونے کی وجہ سے ایک مسلمان ایک ماہ جاگتا ہے اور پھر اپنے ساتھیوں کو بھی جگاتا ہے۔ ڈھول پیٹتے ہیں اور اس طرح تمام لوگ اس مہینہ میں تہجد کی نماز پڑھ لیتے ہیں۔ اگر ایک ہمسایہ روزہ کے لئے نہ اٹھتا تو دوسرا بھی نہ اٹھتا لیکن چونکہ ایک آدمی روزے کے لئے اٹھتا ہے تو اس کی وجہ سے دوسرا بھی بیدار ہو جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے اس طرح روزے فرض کرنے میں ایک حکمت یہ بھی تھی کہ سب لوگوں کو اس عبادت کی عادت پڑ جائے۔ پس اس قسم کی تدبیریں اور کوششیں جاری رکھنا بھی ضروری ہے۔ ربوہ کی جماعت کے افسران اور عہدیداران محلوں میں تہجد کی تحریک کریں اور جو لوگ تہجد پڑھنے کے لئے تیار ہوں ان کے نام لکھ لیں اور جب وہ چند دنوں کے بعد

اپنے نفوس پر قابو

پالیں تو انہیں تحریک کی جائے کہ وہ باقیوں کو بھی جگائیں۔ جب سارے لوگ اٹھنا شروع ہو جائیں پیپے بجنے لگ جائیں تو کئی لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جن کا نماز پڑھنے کو دل تو چاہتا ہے لیکن نیند کے غلبہ کی وجہ سے بیدار نہیں ہوتے وہ بھی تہجد کے لئے اٹھ بیٹھیں گے۔ رمضان میں لوگ اٹھ بیٹھتے ہیں اس لئے کہ اردگرد شور ہوتا ہے۔ اکیلے آدمی کو اٹھائیں تو وہ سو جاتا ہے۔ لیکن رمضان میں وہ نہیں سوتا۔ اس لئے کہ اردگرد آوازیں آتی ہیں کوئی

قرآن کریم

پڑھتا ہے۔ کوئی دوسرے کو جگاتا ہے کوئی دوسرے آدمی سے یہ کہتا ہے کہ ہمارے ہاں ماچس نہیں ذرا ماچس دے دو ہمارے ہاں مٹی کا تیل نہیں تھوڑا سا مٹی کا تیل دو۔ ہمارے ہاں آگ نہیں آگ دو۔ کوئی کہتا ہے میں سحری کھانے کے لئے تیار ہوں روٹی تیار ہے؟ یہ آوازیں اس کا سونا دوبھر کر دیتی ہیں۔ وہ کہتا ہے نیند تو آتی نہیں بیٹھا کیا ہے چلو چند نفل ہی پڑھ لو۔ رمضان بیشک بابرکت ہے لیکن رمضان میں

جاگنے کا بڑا ذریعہ

یہی ہوتا ہے کہ اردگرد سے آوازیں آتی ہیں اور وہ ان کو جگا دیتی ہیں۔ ایک آدمی آٹھ بجے سوتا ہے اور اسے ۸ بجے بھی جاگ نہیں آتی۔ لیکن ایک آدمی بارہ بجے سوتا ہے لیکن تین بجے اٹھ بیٹھتا ہے اس لئے کہ اردگرد سے آوازیں آتی ہیں ذکر الٰہی کرنے کی آوازیں آتی ہیں۔ قرآن کریم پڑھنے کی آوازیں آتی ہیں کوئی کسی کو جگا رہا ہوتا ہے اور کوئی کھانا پکا رہا ہوتا ہے اور اس کی آواز اسے آتی ہے۔ اس لئے صرف تین گھنٹے سونے والا بھی اٹھ بیٹھتا ہے۔

یہ ایک تدبیر ہے

جس سے جاگنے کی عادت ہو جاتی ہے پس مقامی عہدیداروں کو چاہیئے کہ وہ اس کا محلوں میں انتظام کریں۔ اور پھر اسے باہر بھی پھیلایا جائے تا آہستہ آہستہ لوگ تہجد کی نماز کے عادی ہو جائیں۔ پھر اگر کوئی تہجد کا مسئلہ پوچھے تو اسے کہو کہ اگر تہجد رہ جائے تو اشراق کی نماز پڑھو جو دو رکعت ہوتی ہے۔ وہ بھی رہ جائے تو ضحیٰ پڑھو جو تہجد کی طرح دو سے آٹھ رکعت تک ہوتی ہے۔ اس طرح تہجد اور نوافل کی عادت پڑ جائے گی۔

صلوٰۃ کے دو معنے

ہیں نماز اور دعا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ تم مدد مانگو صبر نماز اور دعا سے۔ اور جو شخص خدا تعالیٰ سے مدد طلب کرتا ہے اس میں شبہ ہی کیا ہے کہ کوئی شخص اس پر غالب نہیں آسکتا۔ اگر خدا تعالیٰ ہے تو سیدھی بات ہے کہ اس سے زیادہ طاقتور اور کوئی نہیں۔ تو یقیناً وہی شخص جیتے گا جس کے ساتھ خدا تعالیٰ ہے۔ بے شک کسی کے ساتھ دنیا کی سب طاقتیں ہوں، جلسے ہوں جلوس ہوں، نعرے ہوں، قتل و غارت ہو۔ قید خانے ہوں پھانسیاں ہوں۔ لعنت و ملامت ہو لیکن جیتے گا وہی جس کے ساتھ خدا تعالیٰ ہے دلوں کی حالت کے متعلق

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم

فرماتے ہیں اِنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ ۔ خدا تعالیٰ ہی دلوں کے بھید جانتا ہے وہی دلوں کو بدل سکتا ہے۔ خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ انسان کے کیا خیالات ہیں اور ان کا ردعمل کیا ہے۔ وہ دلوں کو جانتا ہے۔ وہ اعمال کو جانتا ہے اعمال کے ردعمل کو جانتا ہے

خدا تعالیٰ کہتا ہے

کہ جو میری طرف آتا ہے اسے دلوں کی طرف ایک سرنگ مل جاتی ہے۔ آخر دلوں کو بدلنے کا کونسا ذریعہ ہے، سوائے اس کے کہ ہم خدا تعالیٰ سے دعا کریں۔ خدا تعالیٰ نے اس کا ذریعہ صبر، صلوٰۃ مقرر کر دیا ہے صبر کے یہ معنی ہیں کہ انسان کو خدا تعالیٰ سے کامل محبت ہو۔ وہ سمجھتا ہے کہ خدا تعالیٰ مقدم ہے اور باقی ہر ایک چیز مؤخر ہے۔ اس لئے وہ اس کے لئے ہر مشکل اور تکلیف کو برداشت کر لیتا ہے۔ گویا صبر میں جبری طور پر خدا تعالیٰ کی محبت کا اظہار ہوتا ہے اور صلوٰۃ میں طوعیہ طور پر خدا تعالیٰ سے محبت کا اظہار ہوتا ہے۔ صبر جبری محبت ہے اور صلوٰۃ طوعی محبت ہے۔ کچھ کام جبری طور پر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے خدا تعالیٰ کو نہیں چھوڑنا یہ چیز جبری ہے۔ مشکلات اور مصائب تم خود پیدا نہیں کرتے۔ دشمن

مشکلات اور مصائب

لاتا ہے اور تم انہیں برداشت کرتے ہو اور خدا تعالیٰ کو نہیں چھوڑتے۔ لیکن نماز طوعی ہے۔ نماز تمہیں کوئی اور نہیں پڑھاتا نماز تم خود پڑھتے ہو۔ پس تم صبر میں جبری طور پر خدا تعالیٰ کی محبت کا ثبوت دیتے ہو اور نماز میں طوعی طور پر اس کا اظہار کرتے ہو۔ یہ دونوں چیزیں مل جاتی ہیں تو محبت کامل ہو جاتی ہے اور

خدا تعالیٰ کا فیضان

جاری ہو جاتا ہے۔ پس تمہیں چاہیئے کہ خدا تعالیٰ کے فیضان کو حاصل کرنے کی کوشش کرو اور اس سے صبر و صلوٰۃ کے ساتھ دعا مانگو خدا تعالیٰ کا دلوں پر قبضہ ہے وہ انہیں بدل دے گا

میں جب تم سے کہتا تھا کہ جماعت پر مصائب اور ابتلاؤں کا زمانہ آنے والا ہے اس لئے تم بیدار ہو جاؤ۔ اس وقت تم میری بات پر یقین نہیں کرتے تھے۔ تم ہنسی اڑاتے تھے اور کہتے تھے کہ آپ کہاں کی باتیں کرتے ہیں۔ ہمیں تو یہ بات نظر نہیں آتی۔ اور اب جب کہ فتنہ آگیا ہے میں تمہیں

دوسری خبر دیتا ہوں

کہ جس طرح ایک بگولا آتا ہے اور چلا جاتا ہے یہ فتنہ مٹ جائے گا یہ سب کارروائیاں هَبَاءً مَّنْثُوْرًا ہو جائیں گی۔ خدا تعالیٰ کے فرشتے آئیں گے اور وہ ان مشکلات اور ابتلاؤں کو جھاڑ دے کر صاف کر دیں گے۔ لیکن خدا تعالیٰ فرماتا ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ تم صبر اور صلوٰۃ کے ساتھ میری مدد مانگو۔ میں تمہیں مدد دوں گا۔ لیکن تم دو باتیں کرو۔ اول مصائب اور ابتلاؤں پر گھبراؤ نہیں۔ انہیں برداشت کرو۔ دوسرے

نمازوں اور دعاؤں پر زور دو

تا مجھے پتہ لگ جائے کہ تمہاری محبت کامل ہو گئی ہے۔ اور جب تمہاری محبت کامل ہو جائے گی تو میں بھی ایسا بے وفا نہیں ہوں کہ میں اپنی محبت کا اظہار نہ کروں۔

(بدر ۱۴ راگست ۱۹۵۲ء)

:- وقارِ عمل :-

۱۔ آج مورخہ ۸ ہجرت بروز اتوار مجلس خدام الاحمدیہ شورت نے وقارِ عمل کا پروگرام بنا کر ایک خستہ حال راستہ کو درست کیا۔ خدام نے پہلے تو راستہ میں پتھر بچھائے اور اس کے بعد مٹی اور ریت ڈال کر راستہ کو بالکل ہموار کر دیا ہمارے ایک بزرگ محترم خواجہ عبدالواحد صاحب ڈار بھی باوجود اپنی ضعیفی کے وقارِ عمل میں شامل رہے۔ اور دور سے پتھر اٹھا کر لاتے رہے۔

وقارِ عمل کے ذریعہ سے یہ ایک ایسی پختہ سڑک بن گئی جو اگر گورنمنٹ بنوانا چاہتی تو کافی رقم خرچ ہو جاتی۔ وقارِ عمل میں گاؤں کی احمدی خواتین اور بچوں نے بھی حصہ لیا۔ وقارِ عمل ختم ہونے پر مکرم غلام حسین صاحب نے اجتماعی دعا کروائی۔ کھانا کھانے کے بعد گاؤں کا ایک پل بھی درست کیا گیا۔ اس کام میں ہمارے غیر احمدی احباب بھی شامل ہوئے

خاکسار محمد عبداللہ آہنگر
قائد مجلس خدام الاحمدیہ شورت کشمیر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٔ نبوت کے بارہ میں

ایک سوال کا جواب

:- از مکرم و محترم پیرزادہ بشیر احمد صاحب پنشنر ڈپٹی کلکٹر اوچ شریف :-

مکرمی ایڈیٹر صاحب بدر السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔ عرض ہے کہ ملک عزیز الرحمٰن صاحب نے میرے مضمون مندرجہ بدر کے جواب میں کارڈ لکھا ہے اس کا جواب بھی بذریعہ بدر دینا چاہتا ہوں ۔ درج فرما کر ممنون فرمائیں

خاکسار پیرزادہ بشیر احمد عفی عنہ

محترم ملک عزیز الرحمٰن صاحب

بعد سلام مسنون گزارش ہے کہ آپ کا مرسلہ کارڈ مشتمل بر سوال

"کیا حضرت رسول اکرم صلعم کے بعد اور حضرت مرزا صاحب کے دعوٰی سے قبل بھی کوئی امتی نبی گزرا ہے ؟"

مجھے مل گیا ہے ارادہ تھا کہ چونکہ آپ نے میرے مضمون مندرجہ اخبار بدر کا حوالہ دیا ہے اور میرے تمام مضمون و مفہوم کو تسلیم کرتے ہوئے صرف ان دو سطور کی مزید دریافت کی گئی ہے جو کہ عام بات ہے ۔ جہاں آپ حقیقت پسند پارٹی لاہور کے جنرل سیکرٹری ہیں ضرور آپ نے دن رات اس پر وقت صرف کیا ہوگا ۔ لیکن بات مبہم کی مبہم رہ گئی یا اگر یہ کوئی بڑا اہم مسئلہ یا معلومات بڑھانی ضروری ہے جس پر حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کی نبوت عامہ کا انحصار ہے اور چاہتے ہیں کہ جو بھی چارہ ہو سکے کسی نہ کسی طرح اس دعوئے نبوت کو مان لینے کی بلا ٹل جاوے تو بہتر ہے ۔ اور یہ تمام اختراع تمام من گھڑت الزام دعویدار نبوت سے ٹل کر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی رضؓ کے سر جا پڑے ـــــ اور ہم کو اپنی حقیقت پسند پارٹی یا ہیچ قسم کے لوگوں سے سرخروئی حاصل ہو ۔

اے ملک صاحب ! ہدایت اللہ تعالےٰ کے ہاتھ ہے وہی توفیق دیتا ہے لیکن کس کو ؟ ۔ اس کو جو کدورت ۔ کینہ ۔ سرزوری ۔ سُبکی ۔ پشیمانی سے آزاد ہو کر اللہ تعالےٰ کی طرف رجوع کرے ۔ چونکہ آپ کا سوال دو سطور پر مشتمل ہے معلوم نہیں ہوتا کہ آپ اس بات اور عقیدہ پر بھی ایمان رکھتے ہیں یا نہ ، کہ امت محمدیہ بہر صورت حقدار نبوت عامہ ہے یا نہ ؟

اس لئے مجھے کو اصل دریافت وسوال کو چھوڑ کر یہ بات خاص طور سے لکھنے کی ضرورت کی ضرورت پیش آئی ہے ۔ کیونکہ آپ کو اگر یہ یقین ہو جاوے کہ واقعی خدا کے حکم سے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے منشاء سے ۔ قرآن مجید کی رو سے امت محمدیہ حقدار نبوت ہے تو آپ کا سوال خود بخود ختم ہو جاتا ہے ۔ اس بارہ میں ضروری ہے کہ اول طور خدا تعالےٰ کا منشاء پیش کروں ۔ ملاحظہ ہو

(۱)۔ قرآن مجید سورہ حج آخری رکوع ۱۰ ۔ اَللّٰہُ یَصْطَفِیْ مِنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ ۔ اگر آپ اللہ تعالےٰ کے صفات میں سے یَصْطَفِیْ کو لَا یَصْطَفِیْ میں تبدیل کر دیویں تو میری قلم فوری طور پر ٹوٹ جائے گی اور خود بخود خاموش ہو جاؤں گا ۔

(۲)۔ قرآن مجید سورہ مومنون یٰٓاَیُّھَا الرُّسُلُ کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ۔ مجھے ضروری نہیں معلوم ہوتا کہ میں آپ کو لکھوں کہ رُسُل جمع ہے رسول کی ۔ اور کُلُوْا جمع ہے کل کی اور یٰٓاَیُّھَا الرُّسُلُ کُلُوْا وَاعْمَلُوْا حکم ہے صیغہ امر ہے ۔ تو لازم ہوا کہ یہ آیت اور یہ حکم مرے ہوئے اور فوت شدہ رسولوں کے لئے نہیں ہے ۔ بلکہ ایسا حکم قرآنی قرآن مجید کے ماننے والوں اور یقیناً امت محمدیہ کے لئے ہے آپ اسی حکم قرآنی کو سمجھنے کے لئے قرآن مجید کا واسطہ دیتا ہوں ۔ کہ غور فرمائیں کہ امت محمدیہ محروم از نبوت نہیں ہے ۔ اور قرآن مجید کے تابع اور حکم کے تحت امتی نبوت ہوگی ۔

(۳)۔ قرآن مجید سورہ اعراف رکوع ۴ یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ اِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ رُسُلٌ مِّنْکُمْ یَقُصُّوْنَ عَلَیْکُمْ اٰیٰتِیْ

ملک صاحب بہتر اگر ہے کہ آپ حقیقت پسند ہو کر نا حقیقت پسند کے جنرل سیکرٹری نہ ثابت ہوں ۔ عرض ہے کہ اس حکم خداوندی کے ایک ایک لفظ پر غور فرماویں کہ امت محمدی حقدار رسالت ہے یا نہ ؟ اگر جواب انکار پر ہو تو حسب منشاء اپنے کے رُسُلٌ مِّنْکُمْ کو بدل دیویں تو آپ واقعی کہہ سکتے ہیں کہ امت محمدیہ نبوت سے محروم بروئے قرآن مجید ہے تو ایسی صورت میں مجھے انکار کرنا پڑے گا ۔ ورنہ آپ کو چارہ نہیں ہے کہ آپ امت محمدیہ کو حقدار نبوت تسلیم کریں اور ایسی صورت میں آپ کا سوال خود بخود ختم ہو جاتا ہے اگر آپ یہ کہیں کہ یَقُصُّوْنَ اٰیٰتِیْ سے قرآن کریم کی آیات کس طرح ہو سکتی ہیں تاکہ یہ تسلیم کر لیا جائے کہ واقعی امت محمدیہ کے افراد ہی ہوں گے جو قرآن مجید موجودہ کو پڑھ کر سنائیں گے رُسُل جمع ہے رسول کی اور مِنْکُمْ ظاہر کرتا ہے امت محمدیہ کو ۔ باقی رہا آیات قرآنی کو ثابت کرنا پڑھنا سنانا ۔ تاکہ یہ آیت امت محمدیہ پر چسپاں ہو سکے تو ملاحظہ ہو تفسیر کبیر جلد ۲ صفحہ ۲۹۹ ۔ از حضرت امام رازی رحمۃ اللہ تعالےٰ عنہ ۔ فرمایا :-

یَقُصُّوْنَ عَلَیْکُمْ اٰیٰتِیْ ۔ قِیْلَ تِلْکَ الْاٰیَاتُ ھِیَ الْقُرْاٰنُ

اللہ تعالےٰ ان حقیقت پسندوں کو حقیقت سمجھنے کی توفیق دے ۔ آمین

۲۔ اتنا لکھنے کے بعد پھر آپ کے سوال کی طرف آتا ہوں ۔ ملاحظہ ہو فتاوی الحدیثیہ صفحہ ۱۵۰ از امام حجر الہیثمی ۔ فرمایا کہ بروقت تدفین حضرت ابراہیم ابن صلی اللہ علیہ وسلم ۔ اصل عبارت اس طرح ہے ۔ اور راوی حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہے

عَنْ عَلِیٍّؓ لَمَّا دَخَلَ النَّبِیُّ صلعم یَدَہٗ فِیْ قَبْرِہٖ فَقَالَ اَنَّہٗ النَّبِیُّ ابْنُ نَبِیٍّ

ترجمہ ۔ حضرت علیؓ نے بیان کیا کہ جب ابن صلعم کو لٹایا قبر میں یعنی ابراہیم کو تو صلعم نے اپنا ہاتھ داخل کیا قبر میں اور کہا مجھے اللہ کی قسم ہے کہ تحقیق یہ ابراہیم نبی ہے اور نبی کا بیٹا ہے ۔

اب حقیقت پسند ملک عزیز الرحمٰن صاحب حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی قسم کو مانیں یا ٹھکرائیں ان کی مرضی ہے لیکن راقم الحروف پیرزادہ بشیر احمد اس قسم پر انکار کرے تو اللہ کی قسم خدا سے محروم ۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی قسم کا انکار کر کے اور رسول مقبول سے محروم شفاعت ہوگا اللہ تعالےٰ ہی مجھ کو ایسی لغزش اور ملک صاحب موصوف کو بچائے ۔ آمین ۔ ملک صاحب ضد چھوڑ دیں تو بہتر ہے

۳۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے امتی نبی کا حل بڑے آسان طریق سے فرما دیا ہے ۔ فرمایا علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل ۔ پھر فرمایا ابوبکر افضل ھٰذہ الامۃ الا ان یکون نبی ۔ فرمایا کہ یہ الفاظ الا ان یکون نبی بھی ظاہر کرتے ہیں یا نہ ہونا ۔

۴۔ میں نہیں چاہتا کہ آپ کے سوال کے علاوہ کئی احادیث اس بارہ کئی اقوال ائمہ سلف ۔ مفسرین پیش کروں ۔ کیونکہ بہر صورت آپ کو اس بارہ پورا علم ہوگا ۔ ورنہ میرا مضمون پچھلے ماہ میں المنبر لائلپور میں اور اب بدر میں شائع ہو چکا ہے

البتہ اس جگہ ایک حدیث درج کر کے یہ نوٹ ختم کرتا ہوں ۔ اور وہ یہ ہے کہ دیلمی شریف میں راوی ابو امامہ رضی اللہ تعالےٰ ہیں ۔ لکھتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ اصل الفاظ ملاحظہ ہوں أَنَا سَیِّدُ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ مِنَ النَّبِیِّیْنَ ۔ ترجمہ ۔ میں ہوں اپنے سے پہلے نبیوں کا سردار اور اپنے سے بعد والے نبیوں کا سردار

امید ہے ملک عزیز الرحمٰن صاحب کو اس حدیث کے بعد ، بعد والے نبیوں کی سمجھ آگئی ہوگی ۔ اگر نہیں آتی تو میرا قصور نہیں بلکہ ملک صاحب کی قسمت اور عقل کا قصور ہے میں کہاں تک ان کی مدد کر سکتا ہوں ۔ چاہتا ہوں کہ اپنی استطاعت علم کے تحت کوشش کرتا رہوں کہ اگر ایک ہی فرد صحیح راستہ اختیار کر لے تو مجھے ثواب ہوگا

باقی رہا سوال کہ حضرت مرزا صاحب سے قبل کوئی امتی نبی گزرا ہے ۔ یہ بالائی تحریر میری کے بعد خود بخود ختم ہو جاتا ہے ورنہ امتی نبی کوئی ایسی اہم چیز نہیں جس سے امت محمدیہ کو محروم سمجھا جاوے ۔ یا امتی نبی ہونے سے شان رسالت حضور صلعم پر کوئی زد پڑتی ہے ۔ بلکہ فیضان محمدی اور تاثیر قدسی حضور کا اظہار ہوتا ہے جیسا کہ ملاحظہ ہو اشارات فریدی ۔ فرمایا ۔ اصل عبارت :-

"در ولایت و نبوت ہیچ فرق نیست ۔ ہماں یک چیز است ۔ آنرا کہ ... اند ۔ چہ ... است حالانکہ جاننے کہ ... ہماں جا بجا ظہور فرمودہ"

ایک اور سطحی بات ... جتنے علماء کرام وعظ فرماتے ... بیان کرتے ہیں کہ ... ۱۲۴۰۰۰ انبیاء کہ رتبہ نبوت آنحضرت صلعم کے ورثہ میں ملا ہے ۔ درست قابل تسلیم ہے مگر جب کہ حضور صلعم کا وجود مسعود اس دھرتی پر ظاہر نہ ہوا تھا

دیگر امتوں کو اس درِ رحمت سے نبوت کا فیض ملتا تھا۔ لیکن جب حضور صلعم کا وجودِ مبارک دھرتی پر ظاہر ہوگیا تو آتے ہی درِ رحمت کا بند کرکے چابی ختمِ نبوت کی علمائوں کے ہاتھ دے دی اور امت کو کہہ دیا کہ اب تمہارے لئے دروازہ بند ہوچکا ہے۔ حالانکہ حضور صلعم کا وجود مبارک دھرتی پر ظاہر ہونے پر امت کو امتی نبوت سے محروم نہیں کیا گیا بلکہ بقول حضرت علی کرم اللہ وجہہ (نہج البلاغۃ) فرمایا:-

اَلْخَاتَمُ لِمَا سَبَقَ وَالْفَاتِحُ لِمَا اسْتُقْبِلَ

ترجمہ:- حضور خاتم ہیں پچھلوں کے لئے اور دروازہ کھول دیا ہے آنے والوں کے لئے۔

بدر۔ اگر سائل کا سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی پر ایمان متزلزل نہیں ہوا تو اس کی تشفی کے لئے حضور علیہ السلام کا حسب ذیل حوالہ ہی کافی ہونا چاہیئے۔ حضور اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں فرماتے ہیں:-

"غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں۔ اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گزر چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے اور وہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱)

اس عبارت میں سائل کے سوال کا جامع جواب آگیا۔ اب اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اپنی وضاحت کے بعد بھی کسی معتقد کو تردد و شک ہو تو اسے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا حسب ذیل وضاحت پر غور کر لینا چاہیئے۔ فرماتے ہیں:-

"جو شخص مجھے دل سے قبول کرتا ہے وہ دل سے اطاعت بھی کرتا ہے اور ہر ایک حال میں مجھے حکم ٹھہراتا ہے۔ اور ہر ایک تنازع کا مجھ سے فیصلہ چاہتا ہے۔ مگر جو شخص مجھے دل سے قبول نہیں کرتا اس میں تم نخوت اور خود پسندی اور خود اختیاری پاؤ گے۔ پس جانو کہ وہ مجھ میں سے نہیں۔ کیونکہ وہ میری باتوں کو جو مجھے خدا سے ملی ہیں عزت سے نہیں دیکھتا۔ اس لئے آسمان پر اس کی عزت نہیں"

(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۵)

اسی طرح اپنی کتاب "نزول المسیح" میں فرماتے ہیں:-

"اور وہ جو خدا کے مامور اور مرسل کی باتوں پر اطاعت کرنا نہیں چاہتا اس نے بھی تکبر سے ایک حصہ لیا ہے۔ اور وہ جو خدا کے مامور اور مرسل کی باتوں کو غور سے نہیں سنتا اور اس کی تحریروں کو غور سے نہیں پڑھتا اس نے بھی تکبر سے ایک حصہ لیا ہے۔ سو کوشش کرو کہ کوئی حصہ تکبر کا تم میں نہ ہو تا ہلاک نہ ہو جاؤ۔"

(نزول المسیح صفحہ ۲۵)

اب سائل کا اختیار ہے کہ چاہے تو حضرت اقدس علیہ السلام کی وضاحت کو قبول کرے اور اطاعت گزاری کی راہ سے سر تسلیم خم کردے اور چاہے تو تکبر کی راہ اختیار کرکے ہلاکت کی طرف اپنا قدم بڑھاتا چلا جائے؟ اعاذنا اللہ

وما علینا الا البلاغ

حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کی بنگلور میں تشریف آوری

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب اور مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی مبلغ کالکتہ کی کیرالہ کانفرنس میں شمولیت کے سلسلہ میں مدراس تشریف آوری کی اطلاع کی بناء پر جماعت احمدیہ بنگلور نے مکرم محمد صبغۃ اللہ صاحب کو اپنے نمایندے کی حیثیت میں موصوف کی خدمت میں بنگلور تشریف آوری کے سلسلہ میں بغرض استدعا مدراس بھجوایا۔ موصوف نے کیرالہ کانفرنس سے واپسی پر تشریف لانے کا وعدہ فرمایا۔ چنانچہ جماعت احمدیہ بنگلور نے اس مختصر وقت میں جلسہ سیرۃ النبی صلے اللہ علیہ وسلم کے انعقاد کی تقریب پیدا کی۔ مورخہ ۱۵-۵-۶۹ کو محترم صاحبزادہ صاحب اور مکرم مولوی امینی صاحب براستہ مرکرہ بذریعہ بس بوقت ۳۰-۴ بعد دوپہر بنگلور تشریف لائے۔ بس سٹینڈ پر جماعت کے عہدیدار اور افراد اور خاکسار موجود تھے۔ اھلاً وسھلاً و مرحبا کے نعروں کے ساتھ معزز مہمانوں کا استقبال کیا گیا اور ہر دو کو پھولوں کے ہار پہنائے۔ اسی روز شام کو نو بجے البرٹ وکٹوریہ روڈ پر "دارالفضل" کے بالمقابل پبلک جلسہ کا انتظام کیا گیا۔ جلسہ سے قبل پوسٹرز و پمفلٹس۔ اخبارات میں اعلانات اور شہر میں لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ حضرت صاحبزادہ صاحب کی تشریف آوری کے موقع پر خوب پبلسٹی کی گئی۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے تقاریر سننے کے لئے جوق در جوق مرد و خواتین پہنچے اور جلسہ نہایت بارونق اور کامیاب رہا۔ شروع سے آخر تک تقاریر گہرے انہماک سے سنی گئیں۔ فالحمد للہ

یہ جلسہ محترم صاحبزادہ صاحب کی صدارت میں بوقت ۲۰-۹ شب شروع ہوا۔ قرآن مجید کی تلاوت و نظم کے بعد خاکسار نے حضرت صاحبزادہ صاحب موصوف کا تعارف اور اس مقدس بستی کے لئے دعا مبارک وجود کی مناسبت کا ذکر کرتے ہوئے جلسہ کی غرض و غایت بیان کی۔ اس کے بعد مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی نے سیرت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعض پہلوؤں پر بصیرت افروز تقریر فرمائی۔ موصوف نے تقریر کے دوران مناسب انداز میں جماعت احمدیہ کے عقاید کے بارہ میں بھی وضاحت فرمائی۔ جسے سامعین نے ہمہ تن گوش ہوکر سنا اور بہت پسند کیا

اس کے بعد خاکسار نے حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی قیام امن کے متعلق کو قرآن کریم کی سورہ حجرات کی روشنی میں پیش کیا۔ نیز مسئلہ غذا جو ۲۰۰ سال سے حکومتوں کی پریشانی کا موجب بنا ہوا ہے اس پر بھی روشنی ڈالی اور ثابت کیا کہ قرآن کریم میں ہر زمانہ کی مشکلات کا حل موجود ہے۔ آخر میں خاکسار نے ان مسائل پر تفصیلی معلومات کے لئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے افاضات خصوصاً سیر روحانی۔ تفسیر صغیر تفسیر کبیر کے مطالعہ کی ترغیب دلائی۔ جلسہ میں ہر تقریر سے پہلے نعتیہ کلام پڑھا گیا جس کی سعادت مکرم نثار احمد صاحب مکرم عظمت اللہ صاحب اور مکرم عبید اللہ صاحب نے حاصل کی

اس کے بعد حضرت صاحبزادہ صاحب نے صدارتی خطاب فرمایا۔ آپ نے حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ کے اقوال و تحریرات سے نہایت ایمان افروز انداز میں عشق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو کو نمایاں طور پر پیش فرمایا اور بتایا کہ بانیٔ جماعت احمدیہ نے اپنے سب کاموں کو صرف اور صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل قرار دیا ہے اور اپنے وجود کی سراسر نفی فرمائی ہے۔ آپ کی جماعت اسی انداز سے اکناف عالم میں خدمت اسلام کی توفیق پا رہی ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

اس کے بعد مکرم ڈاکٹر محمد حسین صاحب سیکرٹری دعوۃ و تبلیغ نے معزز مہمانوں، مقررین، منتظمین، حاضرین جلسہ کا شکریہ ادا کیا۔ حضرت صاحبزادہ صاحب نے پروگرام کے اختتام پر دعا کے بعد جلسہ کے اختتام کا اعلان فرمایا۔ جلسہ کے معاً بعد متعدد غیر احمدی احباب نے جن میں سے چند زیر تبلیغ بھی تھے محترم صاحبزادہ صاحب سے مصافحہ کا شرف حاصل کرتے ہوئے اپنا تعارف کروایا۔ جلسہ کے اگلے روز احباب جماعت انفرادی ملاقاتوں کے لئے "دارالفضل" میں آتے رہے۔ شام کے وقت جماعت احمدیہ بنگلور نے واجب الاحترام مہمانوں کے اعزاز میں ٹی پارٹی اور تربیتی جلسہ کے انعقاد کا انتظام کیا۔ جس میں افراد جماعت کے علاوہ چند غیر احمدی احباب بھی شریک ہوئے اس جلسہ میں مردوں کی نشست کا دارالفضل کی چھت پر اور خواتین کے لئے نیچے ہال میں انتظام تھا۔ مکرم داؤد احمد صاحب کی تلاوت قرآن کریم کے بعد مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی نے تقریر فرمائی۔ موصوف نے اپنی تقریر میں خدائی اذن سے قائم ہونے والی جماعتوں (باقی کالم ۳ پر)

کے آغاز و انجام کا ذکر کرکے جماعت احمدیہ کی صداقت پر روشنی ڈالی اور جماعت کے افراد کو اپنے فرائض اور ذمہ داریوں کو صحیح رنگ میں ادا کرنے کی طرف توجہ دلائی

اس کے بعد حضرت صاحبزادہ صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی غرض و غایت بیان فرماکر جماعت کی اساس کو مضبوط کے ذرائع کی طرف توجہ دلائی۔ اس ضمن میں آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی جاری فرمودہ تحریک تعلیم القرآن پر وضاحت سے روشنی ڈالی۔ اور ہر فرد کو علم قرآن حاصل کرنے کی تاکید فرمائی۔ علاوہ ازیں جماعت کے اتفاق و اتحاد، رشتہ ناطہ اور تنظیم میں حائل ہونے والے امور کا ذکر فرماکر ہر قسم کے نقائص کو دور کرتے ہوئے جماعتی ترقی، مضبوطی اور استحکام کی راہ پر گامزن ہونے کی تلقین فرمائی

مکرم حامد حسین صاحب نے جلسہ کی مناسبت سے حضرت مصلح موعود کا منظوم کلام ؎

نونہالانِ جماعت! مجھے کچھ کہنا ہے

خوش الحانی سے سنایا۔ جلسہ کے اختتام پر حضرت صاحبزادہ صاحب نے دعا کروائی۔ معزز مہمانوں کا قیام ۴۸ گھنٹے رہا۔ ۱۹-۵-۶۹ کو رات کے ۳۰-۱ بجے دونوں مہمان عازم مدراس ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ان جلسوں کے نیک نتائج پیدا فرمائے

خاکسار حکیم محمد دین مبلغ بنگلور

نبوّت ـــــ اور ـــــ خلافت

از مکرم مولوی غلام نبی صاحب نیاز مبلّغ سلسلہ عالیہ احمدیہ یادگیر

اللہ تعالےٰ نے انسان کو جسم اور روح سے مرکّب پیدا کیا ہے۔ جسم کی بقار کے لئے اللہ تعالےٰ نے مختلف قسم کی غذائیں پیدا کی ہیں۔ اور کرتا رہتا ہے۔ جس طرح جسم کی بقار کے لئے اللہ تعالےٰ نے مختلف قسم کی نعمتیں مہیا فرمائی ہیں اسی طرح روحانی بقار کے لئے مصلحین کا سلسلہ جاری فرمایا ہے اور اللہ تعالےٰ جس زمانے میں ضرورت سمجھتا ہے پیغمبروں اور رسولوں کو اس زمانہ کے مناسب ہدایات دے کر مبعوث فرماتا ہے گویا عبد و معبود اور خالق و مخلوق کے تعلقات کو ظاہر کرنے کے لئے مامورین من اللہ کا ظاہر ہونا ضروری اور غیر متبدل ہے یا دوسرے معنوں میں قانونِ فطرت کے مطابق ہے۔ چنانچہ خواجہ حسن نظامی صاحب بعنوان

"بعثتِ رسول مطابق قانونِ فطرت ہے"

تحریر فرماتے ہیں :-

"جس طرح یہ امر قانونِ فطرت کے مطابق ہے کہ جب زمین پر ہر طرف خشک سالی کے آثار قائم ہو جاتے ہیں۔ درخت مرجھا جاتے ہیں کھیتیاں خشک ہو جاتی ہیں انسان اور بہائم مضطرب و بیقرار ہو جاتے ہیں تو خدا تعالےٰ اپنے رحم و کرم سے مینہ برساتا ہے۔ خشک زمین سرسبز و شاداب ہو جاتی ہے درخت ہرے بھرے ہو جاتے ہیں طرح طرح کے اناج پیدا ہوتے ہیں۔ اور مخلوق کا اضطراب دور ہوتا ہے۔ اسی طرح یہ امر بھی قانونِ فطرت کے مطابق ہے کہ جب دنیا میں گناہ و معصیت کی کثرت ہو جاتی ہے، تمرّد و سرکشی کا طوفان بپا ہو جاتا ہے حق و صداقت کا درخت مرجھا جاتا ہے تو اس وقت خدا تعالیٰ ہدایت کی بارش فرماتا ہے۔ گمراہوں کے اعمال و اخلاق کی اصلاح کے لئے رسول کو مبعوث کرتا ہے تاکہ وہ گناہ و معصیت اور تمرّد و سرکشی کو مٹائے اور خدا پرستی و حق پسندی کی تبلیغ و اشاعت کرے"

آگے لکھتے ہیں :-

"خدا تعالےٰ نے انسان کو جسم اور روح دونوں کے ساتھ پیدا کیا ہے پس جس طرح وہ رب العالمین جسم کے لئے زمین سے غذائیں پیدا کر کے اس کی پرورش فرماتا ہے اسی طرح روح کی اصلاح کیلئے مصلحین کو مبعوث فرما کر اس کو ضلالت سے محفوظ رکھتا ہے۔"

(رسالہ اسلامی رسول مطابق ستمبر ۱۹۲۵ء صفحہ ۳)

آگے پھر لکھتے ہیں :-

"کیا کوئی ذی عقل شخص اس سے انکار کر سکتا ہے کہ جو خدا خشک سالی کے وقت مخلوق کی بے قراری دیکھ کر مینہ برساتا ہے اور زمین کو سرسبز و شاداب کر کے جسم کی پرورش کے لئے غذائیں پیدا کرتا ہے۔ وہ روح کو گمراہی و ضلالت میں مبتلا دیکھ کر رحم نہ فرمائے گا۔ ناممکن ہے کہ وہ روح کی اصلاح کے اسباب مہیّا نہ فرمائے۔ یقیناً جس طرح خشک سالی کے وقت بارش کا ہونا اور اس کے ذریعہ جسم کی پرورش کے لئے زمین سے غذاؤں کا پیدا ہونا داخلِ انتظامِ الٰہی اور قانونِ فطرت کے مطابق ہے ٹھیک اسی طرح گناہ و معصیت کی کثرت ہونے پر رسول کا مبعوث ہونا اور معصیت و گمراہی کو مٹا کر حق و صداقت کی تبلیغ و اشاعت کرنا داخلِ انتظامِ الٰہی اور مطابق قانونِ فطرت ہے"

(رسالہ مذکورہ صفحہ ۱۲)

موجودہ زمانہ میں بھی جب گناہ و معصیت کی کثرت تھی اور روحانی لحاظ سے خشک سالی کا زمانہ تھا۔ ہر طرف کفر ہی کفر تھا۔ کفر و الحاد کی گھٹائیں آسمان پر چھا رہی تھیں۔ مخلوق نے اپنے مولائے حقیقی سے منہ موڑ لیا تھا تو جیسا کہ آج سے چودہ سو سال قبل مخبرِ صادق حضرت سید ولد آدم خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت میں ایک عظیم الشان امام اور حکم و عدل اور مہدی و مسیح کی آمد کی خوشخبری سنادی تھی اور حضور پُرنور صلے اللہ علیہ وسلم نے آپ کو چار مرتبہ صراحت سے نبی اللہ کے الفاظ سے یاد فرمایا تھا (مسلم) ہاں وہی پیغمبرِ رسالت حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی شکل پر الدار میں رونما ہوا چنانچہ آپ نے اعلان فرمایا :-

"اگر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امّت نہ ہوتا اور آپ کی پیروی نہ کرتا تو اگر دنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے تو پھر بھی میں کبھی یہ شرفِ مکالمہ مخاطبہ ہرگز نہ پاتا کیونکہ اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں۔ شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا اور بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے مگر وہی جو پہلے امتی ہو پس اسی بنا پر میں امتی بھی ہوں اور نبی بھی۔"

(تجلیات الٰہیہ طبع اول صفحہ ۲۵)

اپنی نبوت پر قسم

جب خدا تعالےٰ کی کامل وحی سے آپ پر یہ کھل گیا کہ آپ نبوت کے مقام پر فائز ہیں اور خدا تعالےٰ نے آپ کو اس مقام پر کھڑا کر دیا ہے تو آپ نے اپنی نبوت پر قسم کھائی تا کج فہم لوگ یقین کریں۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں :

"میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے۔"

(تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۸)

۱۹۱۴ء تک ساری جماعت کا متفقہ مذہب یہی تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام غیر تشریعی نبی ہیں۔

کیا ختمِ نبوت نے کمال اپنا دکھایا
امت میں ہی دریائے نبوت کو بہایا
اس فیض کے ملنے سے ہوئے خیرِ اُمم تم
کیا حرج ہے امتی نبی بن کے گر آیا

(پیغام صلح ۱۲ فروری ۱۹۱۴ء)

الغرض جماعت کے اکابر و اصاغر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت و رسالت کا اعتراف کرتے تھے۔ چند حوالہ جات بغرض مطالعہ لکھے جاتے ہیں :-

لا نبی بعدی کا صحیح مفہوم

لا نبی بعدی کا صحیح مفہوم بتاتے ہوئے مولوی عمرالدین صاحب شملوی نے کہا:

"لا نبی بعدی کے معنے کرنے میں ہمارے مخالفوں نے ایک طوفان بپا کر رکھا ہے۔ ہر وعظ میں لا نبی بعدی کہہ کر حضرت مسیح موعود کے دعوئے نبوت کو کفر اور جہالت قرار دیتے ہیں۔ سچ یہ ہے کہ ان لوگوں کی حالت بالکل علماء یہود کی طرح ہو گئی ہے ..... آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہونے کے یہ معنے ہوئے کہ کوئی ایسا رسول نہیں ہے جو صاحبِ شریعت جدیدہ ہو یا نبوت تشریعی کا مدعی ہو۔ اور ایسا نبی ہو سکتا ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی کا غلام ہو۔ جیسا کہ ملّا علی قاری جیسے محدّث نے لَوْ عَاشَ اِبْرَاهِیْمُ لَكَانَ نَبِیًّا کی شرح میں صاف ان معنوں کو تسلیم کیا ہے۔"

(پیغام صلح ۱۶ ستمبر ۱۹۱۳ء)

برگزیدہ اور مقدس رسول

مولوی محمد علی صاحب فرماتے ہیں :-

"مخالف خواہ کوئی ہی معنی کرے مگر ہم تو اسی پر قائم ہیں کہ خدا نبی پیدا کر سکتا ہے۔ صدیق بنا سکتا ہے۔ اور شہید اور صالح کا مرتبہ عطا کر سکتا ہے مگر چاہیئے مانگنے والا ..... ہم نے جس کے ہاتھ میں ہاتھ دیا وہ صادق تھا۔ خدا کا برگزیدہ اور مقدس رسول تھا پاکیزگی کی روح اس میں کمال تک پہنچی ہوئی تھی۔"

(تقریر در احمدیہ بلڈنگس مندرجہ الحکم ۱۸ جولائی ۱۹۰۸ء)

اسی طرح ریویو آف ریلیجنز میں مولوی صاحب فرماتے ہیں :-

"ہم اس بات کو مانتے ہیں کہ آخری زمانہ میں ایک اوتار کے ظہور کے متعلق جو وعدہ انہیں (ہندوؤں کو) دیا گیا تھا وہ خدا کی طرف سے تھا اور اس کو ہندوستان کے مقدس نبی مرزا غلام احمد قادیانی کے وجود میں خدا تعالےٰ نے پورا کر دکھایا ہے"

(ریویو نومبر ۱۹۰۴ء صفحہ ۴۱۱)

خواجہ کمال الدین صاحب کا اہلِ بٹالہ سے خطاب

مخدوم ایڈیٹر صاحب الحکم ۱۴ مئی ۱۹۱۱ء صفحہ ۱۰ کالم ۳ میں فرماتے ہیں :-

"بٹالوی نے اپنے روزانہ پیسہ اخبار والے مضمون میں ذکر کیا تھا کہ خواجہ صاحب نے نعوذ باللہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نبی یا رسول ہونے سے انکار کیا ہے مگر بٹالوی کے لئے یہ خبر جانفرسا ہوگی کہ ان کے گھر بٹالہ ہی میں خواجہ صاحب نے اپنے لیکچر میں صاف طور پر بیان کیا اور بٹالہ والوں کو خطاب کیا کہ تمہارے شہر میں ایک نبی اور رسول آیا تم خواہ مانو یا نہ مانو۔"

غرضیکہ تمام جماعت کا ۱۹۱۴ء تک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت پر اتفاق تھا۔ لیکن جب سیدنا محمود رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلافت پر متمکن ہوئے تو وہ لوگ جو نفاق میں مبتلا تھے منکرِ خلافت ہو کر نبوت کے بھی

سنگر ہوئے لیکن کیا سورج پر پردہ ڈالنا کوئی فائدہ دے سکتا ہے؟ ہرگز نہیں!

خلافت

جب یہ بات پایۂ تکمیل تک پہنچ گئی کہ رسولوں کا آنا عین فطرت کے مطابق ہے اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی زمرۂ انبیاء میں سے تھے۔ جیسا کہ آپؑ کے دعاوی اور اکابرین کی شہادت سے بات واضح ہے تو نبی کے بعد خلافت کا ہونا ضروری لابدی امر ہے۔ اسلئے کہ سردارِ دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَا كَانَتِ النُّبُوَّةُ قَطُّ اِلَّا تَبِعَتْهَا خِلَافَةٌ (کنز العمال جلد ۲ صفحہ ۲۰۹) یعنی ہر نبوت کے بعد لازماً خلافت کا دور آتا ہے اور خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی فرماتے ہیں:-

"کیونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں لہٰذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسول کے وجود کو جو تمام دنیا سے اعلیٰ اور اشرف ہے ظلی طور پر ہمیشہ کے لئے تا قیامت رکھے سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکاتِ رسالت سے محروم نہ رہے"

(شہادت القرآن صفحہ ۵۷)

پس دیکھئے! ایک طرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں اور دوسری طرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ہر نبوت کے بعد خلافت ہے نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد بھی خلافت کا ہونا لازمی تھا جو بفضلہ تعالیٰ آج تک قائم ہے اور رہتی دنیا تک قائم رہے گی۔ الوصیت میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے:-

"کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا دیکھنا بھی ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا اور وہ دوسری قدرت نہیں آ سکتی جب تک میں نہ جاؤں لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی"

(الوصیت)

پس جماعت احمدیہ میں، ہاں جماعت احمدیہ میں خلافت دائمی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ اس نعمت کو ہماری جماعت میں قائم رکھے۔ آمین

جماعت احمدیہ میں خلافت دائمی ہے

حضرت سیدنا مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بہتیرے ایسے ارشادات موجود ہیں جن سے اس امر کی اچھی طرح وضاحت ہو جاتی ہے کہ جماعت احمدیہ میں خلافت دائمی ہے۔ ان ارشادات میں سے بعض عمومی حیثیت رکھتے ہیں اور بعض خصوصی حیثیت رکھتے ہیں۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں:-

بعض صاحب آیت وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ کی عمومیت سے انکار کر کے کہتے ہیں کہ مِنْكُمْ سے صحابہؓ ہی مراد ہیں۔ اور خلافتِ راشدہ انہی کے زمانہ تک ختم ہو گئی اور پھر قیامت تک اسلام میں اس خلافت کا نام و نشان نہیں ہوگا۔ گویا ایک خواب و خیال کی طرح اس خلافت کا صرف تیس برس ہی دور تھا اور پھر ہمیشہ کے لئے اسلام ایک لازوال نحوست میں پڑ گیا"

(شہادت القرآن صفحہ ۴۲)

نیز فرماتے ہیں:-

"ان آیات کو اگر کوئی شخص تامل اور غور کی نظر سے دیکھے تو میں کیونکر کہوں کہ وہ اس بات کو نہ سمجھ جائے کہ خدا تعالیٰ اس امت کے لئے خلافت دائمی کا صاف وعدہ فرماتا ہے۔ اگر خلافت دائمی نہیں تھی تو شریعت موسوی کے خلیفوں سے تشبیہ دینا کیا معنے رکھتا تھا"

(شہادت القرآن صفحہ ۵۸)

مذکورہ ارشادات میں عمومی طور پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خلافت کے جاری رہنے کو واضح فرمایا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کے خصوصی ارشادات

حضورؑ کے بعض خصوصی ارشادات ذیل میں درج کئے جا رہے ہیں:-

(۱) ثُمَّ يُسَافِرُ الْمَسِيْحُ الْمَوْعُوْدُ اَوْ خَلِيْفَةٌ مِّنْ خُلَفَائِهٖ اِلٰى اَرْضِ دِمَشْقَ (حمامۃ البشریٰ)

ترجمہ:- کہ خود مسیح موعود یا اس کے خلفاء میں سے کوئی خلیفہ ارض دمشق کی طرف سفر کرے گا۔

(۲) اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی وفات سے ڈیڑھ ماہ قبل لاہور میں ایک تقریر فرمائی تھی جس میں خلافت کے متعلق ایک واضح ارشاد ہے۔ حضور فرماتے ہیں:-

"صوفیاء نے لکھا ہے کہ جو شخص کسی شیخ یا رسول اور نبی کے بعد خلیفہ ہونے والا ہوتا ہے تو سب سے پہلے خدا کی طرف سے اس کے دل میں حق ڈالا جاتا ہے۔ جب کوئی رسول یا مشائخ وفات پا جاتے ہیں تو دنیا پر ایک زلزلہ آ جاتا ہے اور وہ ایک بہت ہی خطرناک وقت ہوتا ہے مگر خدا کسی خلیفہ کے ذریعہ اس کو مٹاتا ہے۔ اور پھر گویا اس امر کا از سرِ نو اس خلیفہ کے ذریعہ اصلاح و استحکام ہوتا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کیوں اپنے بعد خلیفہ مقرر نہ کیا اس میں بھی یہی بھید تھا کہ آپؐ کو خوب علم تھا کہ اللہ تعالیٰ خود ایک خلیفہ مقرر فرمائے گا۔ کیونکہ یہ خدا ہی کا کام ہے"

پھر فرمایا:-

"ایک الہام میں اللہ تعالیٰ نے ہمارا نام بھی شیخ رکھا ہے اَنْتَ الشَّيْخُ الَّذِيْ لَا يُضَاعُ وَقْتُهٗ"

(الحکم ۱۴ اپریل ۱۹۰۵ء)

اسی طرح حضور پیغام صلح میں فرماتے ہیں:-

"جو لوگ ہماری جماعت سے ابھی باہر ہیں دراصل وہ سب پراگندہ طبع اور پراگندہ خیال ہیں۔ کسی ایسے لیڈر کے ماتحت وہ لوگ نہیں ہیں جو ان کے نزدیک واجب الاطاعت ہے"

مذکورہ ارشاداتِ عالیہ سے صاف واضح ہو جاتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد بھی خلفاء ہوں گے۔

جماعت احمدیہ کا پہلا اجماع

چنانچہ جب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات ہو جاتی ہے تو تمام جماعت نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی روشنی میں متفقہ طور پر حضرت مولانا نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاوّل رضؓ کو اپنا امام و پیشوا تسلیم کرتے ہوئے آپؓ کے دستِ مبارک پر بیعتِ خلافت کا شرف حاصل کیا۔ آپؓ نے خلیفہ بننے کے بعد سے لے کر اپنی زندگی کے آخری ایام تک خلافت کی اہمیت اور خلافت سے وابستگی کے متعلق اپنی تقریروں اور تحریروں میں ارشادات فرمائے ہیں چنانچہ آپؓ فرماتے ہیں:-

"خلافت کیسری کی دکان کا سوڈا واٹر نہیں۔ تم اس بکھیڑے سے کچھ فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ نہ تم کو کسی نے خلیفہ بنانا ہے اور نہ میری زندگی میں کوئی اور بن سکتا ہے پس جب میں مر جاؤں گا تو پھر وہی کھڑا ہوگا جس کو خدا چاہے گا۔ اور خدا اس کو آپ کھڑا کر دے گا"

(بدر ۴ جولائی ۱۹۱۲ء)

ایک صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کی خدمت میں لکھا کہ کیا آپ کی بیعت لازم اور فرض ہے؟ آپؓ نے فرمایا:-

"جو حکم اصل بیعت کا ہے وہی فرع کا ہے۔ کیونکہ صحابہ کرام نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دفن کرنے سے پہلے اس بات کو مقدم سمجھا۔ اور کیا کہ خلیفہ کے ہاتھ پر بیعت کریں"

(بدر ۳ مارچ ۱۹۱۰ء)

ان ارشادات سے واضح ہے کہ نبی کے بعد خلیفہ کا ہونا ضروری ہے۔ دوسرا یہ کہ خلیفہ خدا بناتا ہے۔ تیسرے یہ کہ خلیفہ کی بیعت ضروری ہے اور خلیفہ کی اطاعت اور فرمانبرداری بھی ضروری ہے۔

حضرت خلیفہ اوّلؓ کی اپنے جانشین کے بارہ میں وصیت

۴ مارچ ۱۹۱۴ء کو بعد نماز عصر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ ضعف محسوس ہونے لگا۔ چنانچہ آپؓ نے قلم دوات منگا کر اپنے جانشین کے بارہ میں حسبِ ذیل وصیت لکھی:-

"میرا جانشین متقی ہو۔ ہر دلعزیز عالم باعمل۔ حضرت صاحب کے پرانے اور نئے احباب سے سلوک چشم پوشی، درگذر کو کام میں لاوے میں سب کا خیر خواہ تھا وہ بھی خیر خواہ رہے۔ قرآن و حدیث کا درس جاری رہے۔ والسلام"

(الحکم ۷ مارچ ۱۹۱۴ء صفحہ ۵)

مندرجہ بالا وصیت آپؓ نے مولوی محمد علی صاحب سے تین بار حاضرین مجلس کے سامنے پڑھوائی اور اس کی تصدیق کروا لی۔ جب آپؓ وفات پا گئے تو جماعت احمدیہ نے سیدنا حضرت محمود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفۃ المسیح تسلیم کر کے آپؓ کے دستِ مبارک پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔ آپؓ کے عہدِ سعادت میں جماعت نے جو ترقی کی وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ ۱۹۶۵ء میں جب آپؓ بھی خدا تعالیٰ کو پیارے ہو گئے تو خلافت کی خلعت اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث کو پہنائی۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے خلافت کے بابرکت نظام کو ہماری جماعت میں تا قیامت قائم رکھے اور ہمیں اور ہماری نسلوں کو خلافت سے دلی وابستگی بخشے۔ آمین

درخواست دعا

مجھے اللہ تعالیٰ نے ۱۴ اپریل کو لڑکا عطا فرمایا ہے۔ زچہ بچہ بخیریت ہیں۔ الحمد للہ نومولود کی درازی عمر۔ اور خادم دین ہونے کیلئے دعا کی جائے۔ خاکسار غلام محمد میجر چاند مارک پیری چادر گھاٹ آندھرا

یادگیر و مضافات کی جماعتہائے احمدیہ میں کامیاب سالانہ جلسے

رپورٹ مرسلہ مکرم مولوی محمد عمر صاحب فاضل رکن تبلیغی وفد

الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ محض اللہ تعالےٰ کے خاص فضل وکرم اور اس کی نمایاں تائید ونصرت سے جماعتہائے احمدیہ یادگیر، اڈنکور، دیلودرگ اور تنجاپور کو اپنے سالانہ جلسے منعقد کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔

ان روحانی اجتماعات میں شرکت کرنے کے لئے محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی فاضل انچارج مبلغ صوبہ بنگال۔ محترم الحاج مولانا بشیر احمد صاحب فاضل مبلغ انچارج دہلی وکشمیر۔ محترم مولانا حکیم محمد دین صاحب مبلغ انچارج میسور اور خاکسار کو مدعو کیا گیا تھا چنانچہ مورخہ ۱۳ ر امان ۱۳۴۸ ہجری شمسی کو مولانا شریف احمد صاحب امینی کلکتہ سے ۔ ۱۴ ر امان کو مولانا حکیم محمد دین صاحب بنگلور سے اور مولانا بشیر احمد صاحب فاضل ۱۵ ر امان کو دہلی سے یادگیر پہنچے۔ نظارت بیت المال کی ہدایت کے مطابق خاکسار اپنے مالی دورہ پر تھا خاکسار بنگلور سے مورخہ ۱۲ ر امان کو یادگیر پہنچا۔

یادگیر میں محترم مولانا امینی صاحب نے خطبہ جمعہ دیا جس میں خلافت کی برکات اور تنظیم کی اطاعت کے بارے میں روشنی ڈالی۔ اسی روز بعد نماز مغرب محترم مولانا حکیم محمد دین صاحب نے آیت قرآنی اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ کی تشریح کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی بعض تحریکات کا ذکر فرمایا دوسرے دن صبح بعد نماز فجر خاکسار نے آیت قرآنی وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِیْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ وَالصّٰبِرِیْنَ عَلٰی مَا اَصَابَھُمْ وَالْمُقِیْمِی الصَّلٰوۃِ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ کی تشریح کرتے ہوئے درس دیا۔

اڈنکور

مورخہ ۱۵ ر امان بروز ہفتہ شام کو ۵ بجے محترم سیٹھ محمد الیاس صاحب امیر جماعت احمدیہ یادگیر کی قیادت میں تمام مبلغین کرام دو جیپ کاروں اور ایک موٹر کار میں یادگیر سے اڈنکور روانہ ہوئے۔ ڈیڑھ گھنٹہ کی مسافت طے کر کے ہم جب اڈنکور پہنچے تو احباب جماعت کی طرف سے ہمیں نعرہ ہائے تکبیر اور اھلاً وسھلاً ومرحبا کے ذریعہ خوش آمدید کہا گیا

باران رحمت کا نزول

چند دنوں سے یادگیر اور مضافات میں بے انتہا اور شدت کی گرمی ہو رہی تھی اور ہر شخص باران رحمت کے نزول کا متمنی تھا جونہی ہمارا وفد اڈنکور پہنچا تو فضائے آسمان گھٹا ٹوپ بادلوں سے پُر تھی۔ اس کے بعد تیز اور تند ہوا شروع ہوئی پھر باران رحمت کا نزول ہوا۔

اس طرح ایک نہایت خوشنما اور مسرت آمیز فضا قائم ہوئی خدا تعالےٰ کی اس رحمت کا نزول ۹½ بجے شب تک رہا۔

اس کے بعد ہمارا جلسہ مسجد احمدیہ اڈنکور کے اندر شروع ہوا۔ اڈنکور کے تمام احمدیوں کے علاوہ ایک معقول تعداد غیر احمدی احباب کی بھی تھی۔ لاؤڈ سپیکر کے معقول انتظام کی وجہ سے مبلغین احمدیت کی آواز سارے گاؤں میں گونجنے لگی تھی۔

یہ جلسہ محترم سیٹھ محمد الیاس صاحب امیر جماعت احمدیہ یادگیر کی زیر صدارت خاکسار کی تلاوت قرآن مجید سے شروع ہوا۔ عزیزم حمید احمد غوری کی نظم کے بعد مکرم مولوی حکیم محمد دین صاحب نے سیرت النبی صلے اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ آپ نے اپنی تقریر کے آغاز میں حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کو شدت گرمی کے وقت باران رحمت کے نزول کے ساتھ تشبیہ دیتے ہوئے آپ کی بعثت سے قبل دنیا کی حالت اور اس کے بعد آپ کے ذریعہ قائم شدہ عظیم الشان روحانی انقلاب کا ذکر فرمایا۔

اس جلسہ کی دوسری تقریر محترم مولانا امینی صاحب کی ہوئی۔ آپ نے احمدیت کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے سب سے پہلے عقاید احمدیہ کو بیان فرمایا۔ اس کے بعد ہم پر کئے جانے والے الزاموں کی بنیاد پر لگائے گئے کفر کے فتووں کی قلعی کھول دی۔ اور بتایا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے "مسلم" کی تعریف یہ بیان فرمائی ہے مَنْ صَلّٰی صَلٰوتَنَا وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا وَاَکَلَ ذَبِیْحَتَنَا فَذٰلِکَ الْمُسْلِمُ۔ یعنی جو ہماری طرح کی نمازیں پڑھتا ہے۔ اور ہمارے قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتا ہے اور ہمارے ذبیحہ کو کھاتا ہے وہی مسلم ہے اب خدا کے رسول صلعم کی بتائی ہوئی اس تعریف کی روشنی میں ہمارا یہ دعوے ہے کہ ہم مسلمان ہیں اب ہمیں کسی اور مولوی اور عالم کے فتوے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس کے بعد جماعت احمدیہ کی سرگرمیوں کا آپ نے جائزہ لیا

اس پر اثر تقریر کے بعد مکرم الحاج مولانا بشیر احمد صاحب نے صداقت حضرت مسیح موعود کے عنوان پر تقریر فرمائی اس تقریر میں آپ نے مسئلہ ختم نبوت۔ وفات حضرت عیسےٰ علیہ السلام۔ نزول مسیح کی حقیقت وغیرہ امور پر اجمالاً مگر مدلل رنگ روشنی ڈالی۔

صدارتی تقریر میں محترم سیٹھ محمد الیاس صاحب نے اس جلسہ کی کامیابی پر خدا تعالیٰ کا شکر بجا لاتے ہوئے فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے کہ باوجود اس کے کہ ہم دنیا کی نگاہ میں حقیر ہیں کوئی دنیوی طاقت اور ساز و سامان نہیں لیکن خدا تعالےٰ نے ساری دنیا میں صرف جماعت احمدیہ کو ہی اس حق وصداقت کی منادی کرنے اور اس طرح اسلام اور محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا پیغام زمین کے کناروں تک پہنچانے کی توفیق دی ہے۔ آپ نے موثر رنگ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت اور اسلام کی حفاظت کے لئے آپ کی اور آپ کی مختصر جماعت کی جد وجہد کا ذکر فرمایا ساتھ ہی مختلف اختلافی مسائل پر محبت بھرے دل میں افہام وتفہیم کرنے کی دعوت دی

صدارتی تقریر اور دعا کے بعد یہ جلسہ ۱۲ بجے بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

دیلودرگ

دوسرے روز مورخہ ۱۶ ر امان کو دو جیپ کاروں میں ہم دیلودرگ کے لئے روانہ ہوئے اور دوپہر بارہ بجے رائچور میں محترم عبد الکریم صاحب مرحوم کے فرزندوں کے ہاں کھانا کھا کر تھوڑی دیر آرام کیا (جزاھم اللہ احسن الجزاء) اور وہاں سے شام کے چار بجے روانہ ہو کر ۶ بجے دیلودرگ پہنچے

رات آٹھ بجے جلسہ کی کارروائی زیر صدارت مکرم مبارک احمد صاحب وائس چیئرمین میونسپلٹی تنجاپور، خاکسار کی تلاوت قرآن مجید اور مکرم عبد الغنی صاحب کی نظم کے ساتھ شروع ہوئی مکرم مولوی فیض احمد صاحب مبلغ تنجاپور نے تعارفی تقریر کرتے ہوئے بتایا کہ ہمارا یہ جلسہ خالصۃً روحانی و دینی ہے۔ اس جلسہ کے پیچھے کسی قسم کی دنیوی غرض وابستہ نہیں۔ اس زمانہ کے مامور من اللہ اور امام الزمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آواز آپ لوگوں تک پہنچانے کے لئے ہی ہمارے علمائے کرام دور دراز کا سفر اختیار کر کے یہاں آئے ہیں

اس کے بعد مکرم شیخ غلام نبی صاحب فاضل مبلغ یادگیر نے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو کامل انسان قرار دیتے ہوئے مختلف آیات قرآنی کی روشنی میں بتایا کہ آپ کا مقدس وجود خدا تعالےٰ کی صفات مظہر اتم اور تجلی گاہ تھا۔ موصوف نے حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے عشق الٰہی اور شفقت علیٰ خلق اللہ کے تعلق سے مختلف واقعات بیان کئے۔

اس جلسہ کی دوسری تقریر الحاج مولانا بشیر احمد صاحب کی تھی۔ آپ نے سورہ الجمعہ کی ابتدائی آیات کی تلاوت کرتے ہوئے حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت اولیٰ اور بعثت ثانیہ کا ذکر فرمایا۔ اسی ضمن میں آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت اور آپ کے ذریعہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کو ثابت فرمایا۔

تیسری تقریر محترم مولوی حکیم محمد دین صاحب کی وفات مسیح علیہ السلام کے موضوع پر ہوئی آپ نے مختلف آیات قرآنیہ اور احادیث سے وفات مسیح ثابت کی اسی سلسلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مختلف الٰہی چیلنجوں کا ذکر کیا

چوتھی تقریر خاکسار کی تھی۔ خاکسار نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت اور آپ کے ذریعہ دنیا میں رونما انقلاب عظیم کے بارے میں تفصیلی روشنی ڈالی

اس تقریر کے بعد مکرم صدر صاحب نے مختصر خطاب فرمایا۔ دعا کے بعد یہ جلسہ کامیابی کے ساتھ ختم ہوا۔

جلسہ گاہ کو یہاں کے خدام نے خوب آراستہ اور کئی ٹیوب لائٹوں سے مزین کیا تھا۔ اس جلسہ کی یہ بات قابل ذکر ہے کہ غیر احمدی حاضرین کی تعداد توقع سے کہیں زیادہ تھی۔ اور یہاں یہ بات بھی خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ جلسہ کے بیشتر انتظامات ایک غیر احمدی دوست نے کئے تھے۔ اللہ تعالےٰ انہیں ہدایت کے نور سے منور کرے۔ آمین۔

جلسہ سالانہ تنجاپور

مورخہ ۱۷ ر امان ۱۳۴۸ ہجری شمسی کو اراکین وفد تنجاپور کے لئے روانہ ہوئے اور ۱۱ بجے کے قریب تنجاپور پہنچے۔ خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے یہاں جلسہ سالانہ کے لئے وسیع پیمانہ پر عمدہ انتظام کیا گیا تھا۔ اس کے لئے مکرم مبارک احمد صاحب وکیل صدر جماعت احمدیہ

کی قیادت میں مستعد خدام ہمیشہ پیش پیش رہے۔ جلسہ میں مضافاتی جماعتوں سے آنے والے مہمانوں کے لئے باقاعدہ لنگرخانہ کا انتظام کیا گیا تھا۔ یہاں دو مختلف مقامات پر دو دن کے جلسے مقرر کئے گئے تھے جو بفضلہ تعالیٰ بہت خیر و خوبی سے اختتام پذیر ہوئے۔

پہلا جلسہ شہر کے درمیان واقع میدان میں کیا گیا۔ جلسہ گاہ ٹیوب لائٹوں اور قمقموں سے خوب مزین کیا گیا اور رنگارنگ جھنڈیوں سے جاذب نظر بنایا گیا تھا۔ مبلغین کرام جیپوں کے ذریعہ جب جلسہ گاہ پہنچے تو نعرہ ہائے تکبیر اور مختلف اسلامی نعروں سے ان کا استقبال کیا گیا۔

پہلے دن یہ جلسہ مکرم نور الدین صاحب وکیل شوراپور کی زیر صدارت محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی کی تلاوت قرآن مجید اور مکرم شفیق احمد صاحب کی نظم کے ساتھ شروع ہوا۔

صدر صاحب نے اپنی افتتاحی تقریر میں اس جلسہ کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کے قیام کا مقصد بیان فرمایا اس کے بعد تقاریر کا سلسلہ شروع ہوا۔

سب سے پہلے حکیم مولوی محمد دین صاحب نے سیرت النبی صلعم کے موضوع پر تقریر فرمائی جس میں آپ نے حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی مطہر و مقدس زندگی کے بعض چیدہ چیدہ واقعات بیان فرمائے۔

دوسری تقریر محترم مولانا بشیر احمد صاحب کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق قرآن کریم اور دیگر سابقہ کتب کی پیشگوئیوں پر ہوئی۔ آپ نے سب سے پہلے کلکی اوتار کے بارے میں پرانوں کی پیشگوئیوں کے شلوک سنا کر بیان کیا کہ یہی وہ زمانہ تھا جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام مبعوث ہوئے اس کے بعد سورہ تکویر کی روشنی میں اس زمانہ کے متعلق پیشگوئیاں بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت ثابت کی۔

مکرم عبد الغنی صاحب کی نظم کے بعد خاکسار نے وفات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے موضوع قرآن کریم کی مختلف آیات کی روشنی میں تقریر کی۔ جس میں حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی مختلف حیثیتیں بتا کر ناقابل تردید دلائل سے وفات مسیح ثابت کی۔

اس جلسہ کی آخری تقریر مکرم مولانا شریف احمد صاحب امینی کی ہوئی آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عنوان پر ایک مدلل اور ٹھوس تقریر فرمائی جس میں تمام اختلافی مسائل پر بھی روشنی ڈالی۔

اس تقریر سے قبل مکرم خلیل احمد صاحب نے ایک نظم پڑھی۔ صدارتی تقریر اور دعا کے بعد رات کے ۱۲ بجے یہ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ تا اختتام جلسہ، جلسہ گاہ سامعین سے پُر تھی اور دور دور بیٹھے ہوئے بھی لوگ لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ تقاریر سنتے رہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو بھی ہدایت سے مالا مال کرے۔ آمین۔

دوسرا اجلاس

تیماپور میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں ہی ۱۹۰۲ء یا ۱۹۰۴ء میں احمدیت پہنچ گئی تھی۔ اور بیسیوں افراد نے بیعت بھی کر لی تھی۔ لیکن بعد میں ان ہی میں سے ایک شخص مولوی عبد اللہ تیماپوری نے جماعت سے علیحدگی اختیار کرتے ہوئے مہدی ہونے کا دعوےٰ کیا اور محمدی جماعت کے نام سے ایک مشترکہ جماعت قائم کر لی۔ یہاں پر ایک بڑی مسجد بھی ہے جس کے مینار پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک الہامی فقرہ "بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید۔ و پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد" موٹے حروف میں کندہ تھا۔ یہ مسجد چونکہ احمدیوں اور غیر احمدیوں کے مشترکہ خرچ سے تعمیر شدہ تھی اس لئے یہاں نمازوں کا اس طرح انتظام کیا گیا ہے کہ سب سے پہلے محمدی جماعت سے تعلق رکھنے والے نماز پڑھ کر چلے جاتے ہیں اس کے بعد احمدی باجماعت نماز ادا کریں۔

اسی مسجد میں ہمارے دوسرے جلسہ کا انتظام کیا گیا۔ چونکہ یہاں اب بھی چند افراد ایسے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مسیح موعود مانتے ہیں اور عبد اللہ تیماپوری کو مہدی موعود۔ اس لئے اسی مناسبت سے آج کے جلسہ کے موضوع رکھے گئے۔

یہ جلسہ رات کے آٹھ بجے کے بعد محترم مولوی حکیم محمد دین صاحب کی زیر صدارت مکرم نذیر احمد صاحب گلبرگہ کی تلاوت قرآن مجید اور مکرم شفیق احمد صاحب کی نظم کے بعد شروع ہوا

سب سے پہلے مکرم احمد حسین صاحب سعیدی وکیل شوراپور نے تیماپور میں ابتداء میں جماعت احمدیہ کے قیام اور اس کے بعد کے حالات اپنی تعارفی تقریر میں بیان کئے۔

اس کے بعد پہلی تقریر مکرم مولانا شریف احمد صاحب امینی کی ہوئی جس میں آپ نے موقع اور محل کی مناسبت سے بعض مخصوص مسائل پر روشنی ڈالی۔ آپ نے مسیح اور مہدی کے ایک ہی وجود ہونے کا ثبوت مختلف احادیث سے پیش کرنے کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوےٰ مسیحیت و مہدویت پر روشنی ڈالی اور بتایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کتاب اربعین میں صاف فرما چکے ہیں کہ "خدا کی پاک اور مطہر وحی سے مجھے اطلاع دی گئی ہے کہ میں اس کی طرف سے مسیح موعود اور مہدی معہود ہوں اور اندرونی و بیرونی اختلافات کا حکم ہوں" (اربعین)

نیز فرمایا "جو شخص مجھے فی الواقع مسیح موعود اور مہدی معہود نہیں مانتا وہ میری جماعت میں سے نہیں (کشتی نوح)

ان ہر دو اقتباسات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعویٰ مہدی موعود ہونے کا بھی ہے اس صورت میں حضرت مرزا صاحب کو مسیح موعود مانتے ہوئے عبد اللہ صاحب تیماپوری کو مہدی ماننے کا کوئی جواز نہیں۔ فاضل مقرر نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کی جماعت کی عظیم الشان اور کامیاب سرگرمیاں اور اس کے مقابل پر عبد اللہ تیماپوری اور ان کے معدودے چند متبعین کی ناکامیاں اور گوشہ نشینی کی صورت کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کی دلیل کے طور پر بیان کیا۔

اس جلسہ کی دوسری تقریر محترم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل کی خلافت احمدیہ کے موضوع پر ہوئی آپ نے مختلف واقعات کی روشنی میں خلافت احمدیہ کی اہمیت اور اس کی برکات پر بہترین رنگ میں تقریر فرمائی۔

اس کے بعد محترم صدر صاحب نے صدارتی تقریر میں پیشگوئی مصلح موعودؓ اور اسکی علامات کے بارے میں روشنی ڈالی۔

گویا آج کا یہ جلسہ محمدی جماعت پر ہر رنگ میں اتمام حجت کرنے کے لئے تھا۔ والحمد للہ خدا تعالیٰ نے ان لوگوں پر صحیح معنوں میں ان کی حقیقت اور احمدیت کی صداقت واضح کرنے اور اس طرح اتمام حجت کرنے کا موقع ملا

آخر میں مکرم عبد العزیز صاحب نے شکریہ ادا کیا۔ اور دعا کے بعد یہ جلسہ قریباً گیارہ بجے اختتام پذیر ہوا۔

ان ہر دو جلسوں کی کامیابی اور متعلقہ انتظامات کا سہرا مکرم مبارک احمد صاحب وکیل صدر جماعت کی قیادت اور مکرم مولوی فیض احمد صاحب مبلغ تیماپور کی معاونت کے سر ہے۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر بخشے آمین

اس جلسہ کے معاً بعد تبلیغی وفد دو جیپ کاروں میں یادگیر کے لئے روانہ ہوا۔ اور رات کے ۲ بجے بخیر و عافیت وہاں پہنچا۔

یادگیر سے اڈکور۔ دیودرگ اور تیماپور اور پھر وہاں سے واپسی تک کے لئے اراکین وفد کے لئے محترم سیٹھ محمد الیاس صاحب اور محترم سیٹھ محمد ادریس صاحب نے اپنی اپنی جیپ کاریں پیش کی تھیں جن سے سفر میں آرام رہا اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے۔

درخواست ہائے دعا

۱۔ خاکسار کی اہلیہ اپریشن کی غرض سے ان دنوں ہسپتال میں داخل ہیں احباب کرام سے دردمندانہ درخواست ہے کہ ان کی مکمل شفایابی کے لئے دعا کی جائے اور خاکسار کو ممنون فرمایا جائے۔ خاکسار ڈاکٹر سید حمید الدین احمد۔ جمشید پور

۲۔ خاکسار امسال بی اے پارٹ فرسٹ کا امتحان دینے والا ہے۔ بزرگان سلسلہ و دوستان کرام سے اپنی نمایاں کامیابی اور دینی و دنیوی ترقیات کے حصول کیلئے دردمندانہ دعاؤں کی درخواست ہے۔ اسی طرح میرے پھوپھی زاد بھائی اور بہن بھی مختلف امتحانات دے رہے ہیں ان سب کی نمایاں کامیابی کے لئے بھی احباب دعا فرمائیں۔
خاکسار سید مظفر احمد بیگو سرائے بہار

۳۔ حضرت میاں عطاء اللہ صاحب وکیل مرحوم کینیڈا (سابق امیر جماعت احمدیہ راولپنڈی) داماد مکرم محمد سلیم صاحب بھٹی کو وہاں اللہ تعالیٰ نے پہلا بیٹا عطا کیا ہے۔ احباب عزیز کے صالح۔ خادم دین اور طول عمر ہونے کے لئے دعا فرماویں
خاکسار ملک صلاح الدین ایم اے قادیان

۴۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے دوسرا لڑکا عطا فرمایا ہے۔ ناصر احمد نام رکھا گیا ہے احباب نومولود کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے دعا کر کے ممنون فرماویں
خاکسار محمود احمد۔ گلوب ربڑ انڈسٹریز کلکتہ

۵۔ میرے دو امتحانات (میڈیکل) ایک ۴ جون کو اور دوسرا ۱۵ جولائی کو ہو رہے ہیں۔ دونوں میں اعلیٰ کامیابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ نیز مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے دوسرا فرزند عطا فرمایا ہے اس کی صحت و سلامتی اور درازی عمر کے لئے اور خادم دین بننے کے لئے دعا فرمائی جائے۔ علاوہ ازیں میرے والد محترم میاں عطاء اللہ صاحب کی وفات کے بعد سے میری والدہ محترمہ طبعاً غمزدہ ہیں۔ دعا کی جائے کہ اللہ تعالیٰ ان کے غم کو ہلکا کرے اور صحت والی زندگی بخشے۔ خاکسار ڈاکٹر میاں محمد طاہر۔ اوریگون۔ امریکہ

۶۔ اللہ تعالیٰ نے خاکسار کو پہلی لڑکی عطا فرمائی ہے نومولودہ کی صحت و سلامتی اور درازی عمر کے لئے دعا کی درخواست ہے
خاکسار عبد الرحمٰن فیاض۔ اسلام آباد کشمیر

۷۔ خاکسار قریباً ایک ماہ سے بیمار ہے کمزوری از حد ہو گئی ہے میری صحت کے لئے۔ میرے دو لڑکوں نے امسال انٹر فائنل کا امتحان دیا ہے ان کی کامیابی کے لئے۔ میری لڑکی کے ہاں بچی تولد ہوئی ہے اس کی صحت درازیٔ عمر کے لئے دعا کی درخواست ہے خاکسار ڈاکٹر رفیع اللہ نجیب آباد یوپی

دعائے مغفرت افسوس میرے والد محترم ضمیر الدین خاں صاحب ۶۹-۴-۱۶ کو وفات پا گئے ہیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ احباب سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے خاکسار لطیف الدین خاں کٹک اڑیسہ

یادگیر میں جماعت احمدیہ کا ۶۶ واں کامیاب سالانہ جلسہ

بقیہ صفحہ اوّل

اسلام اور قرآن کریم کی برتری اور افضلیت ثابت کی۔

آپ کی اس معلوماتی اور دلچسپ تقریر کے بعد صدر صاحب نے سامعین سے خطاب کیا۔ آپ نے جلسہ کی کامیابی پر خدا تعالیٰ کا شکر بجالاتے ہوئے فرمایا کہ ہمارے ان جلسوں کی غرض و غایت یہ ہے کہ ہم دنیا کے اندر ایک روحانی انقلاب پیدا کریں۔ ہمیں سیاست سے کسی قسم کا کوئی سروکار نہیں۔ حق و صداقت، قومی یکجہتی اور اتحاد و اتفاق کا علم بلند کرنا ہی ہمارا نصب العین ہے۔ ہماری تمنا اور خواہش صرف یہ ہے کہ دنیا کے اندر توحید قائم ہو۔ دنیا میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق پیدا ہو۔ اور دنیا کے اندر اتحاد و اتفاق قائم ہو۔ جماعت احمدیہ کے قیام سے لے کر اب تک اور انشاء اللہ قیامت تک ہمارا یہی غرض و غایت رہے گی۔ آپ نے چند اختلافی مسائل کو چھوتے ہوئے نہایت ہی محبت بھرے اور دلنشین پیرائے میں لوگوں سے اپیل کی کہ وہ فروعی اختلافات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے محبت، و پیار کا ماحول پیدا کریں۔ اور اتحاد و اتفاق کا کامل نمونہ بن کر ایک دوسرے کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ صاحب صدر کی یہ تقریر خلوص و جذبات سے پُر اور قلوب کو اپیل کرنے والی تھی۔

دعا کے بعد پہلے دن کا یہ اجلاس نہایت کامیابی سے اختتام پذیر ہوا۔

جمعہ دوسرے دن مورخہ ۲۱ امان جمعہ کا مبارک دن تھا۔ محترم مولانا شریف احمد صاحب نے ایک روح پرور اور رقت آمیز خطبہ دیا۔ خدا کے فضل و کرم سے مسجد کھچا کھچ بھری ہوئی تھی مسجد کے باہر صحن بھی مقامی احباب اور مہمانوں سے پُر تھا۔ یہ منظر یقیناً قادیان کی یاد کو تازہ کرنے والا تھا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ افرادِ جماعت کو سلسلہ اور نظام سلسلہ کے ساتھ اس خلوص اور وابستگی کو برقرار رکھنے اور اسلام اور احمدیت کا عملی نمونہ پیش کرنے کی توفیق دے آمین۔

دوسرا اجلاس جلسہ سالانہ یادگیر کی دوسری نشست

مورخہ ۲۱ امان ۱۳۴۸ ہش بوقت ۹ بجے شب زیر صدارت محترم مولوی حکیم محمد دین صاحب منعقد ہوئی۔ محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی کی تلاوتِ قرآن مجید اور مکرم شفیق احمد صاحب کی نظم کے بعد عزیزم نصیر الدین صاحب ابن محترم مولانا حکیم محمد دین صاحب نے انگریزی زبان میں سوانح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے موضوع پر ایک مختصر تقریر کی۔

اس کے بعد محترم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل نے فیضانِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے عنوان پر ایک برجستہ تقریر فرمائی جس میں آپ نے ختم نبوت کی حقیقت اور اجرائے نبوتِ محمدی صلعم پر ٹھوس اور معلوماتی تقریر فرمائی

ازاں بعد مکرم مولوی غلام نبی صاحب مبلغ جماعت احمدیہ یادگیر نے تبلیغ اسلام دنیا کے کناروں تک کے عنوان پر تقریر کرتے ہوئے جماعتِ احمدیہ کی عظیم الشان سرگرمیوں پر مفصل روشنی ڈالی۔

مکرم فضل احمد صاحب کی نظم کے بعد خاکسار نے صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے موضوع پر تقریر کی جس میں جماعت احمدیہ کے قیام سے لے کر موجودہ عظیم الشان اور عالمگیر پوزیشن تک کا ذکر کرتے ہوئے مختلف واقعات کی روشنی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منجانب اللہ ہونے کا ثبوت دیا۔

اس جلسہ کی آخری تقریر محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی کی ہوئی۔ آپ کی نہایت جاذبِ قلوب اور پُر از معلومات تقریر ۱½ گھنٹہ تک جاری رہی۔ جس میں موصوف نے تمام اہم مسائل پر سیر حاصل بحث فرمائی۔ آخر میں آپ نے لوگوں کو دعوتِ حق دیتے ہوئے فرمایا کہ آپ لوگوں نے متواتر ۸۰ سال کا طویل عرصہ مخالفت میں صرف کر کے دیکھ لیا ہے اور ہمارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکے۔ اس کے بالمقابل ہم روز افزوں ترقی کی منازل طے کرتے چلے آرہے ہیں۔ اب اس صدی کے ختم ہونے میں صرف ۱۲ سال رہ گئے ہیں۔ آیئے! یہ ۱۲ سال ہم مل کر خدمتِ اسلام کا کام کریں۔ آپ کو مدرد حق و صداقت اور حقیقت جماعت احمدیہ کی معلوم ہو جائے گا۔

اس کے بعد صاحب صدر نے اپنی مختصر لیکن جامع تقریر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کلام "امروز قوم من نشناسد مقام من" کی روشنی میں دعوتِ حق دی۔

شکریہ اور دعا کے بعد یہ جلسہ نہایت خیر و خوبی سے اختتام پذیر ہوا۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔

دوسرے دن مبلغین کا وفد موٹر کار میں حیدر آباد کے لئے روانہ ہوا۔ جماعتِ احمدیہ یادگیر کا یہ روحانی اجتماع اور اس کے جملہ انتظامات یقیناً قادیان کے جلسہ سالانہ کی یاد کو تازہ کر رہے تھے۔ مہمانوں کے لئے لنگر خانہ کھلا ہوا تھا۔ جہاں سے تینوں وقت عمدہ اور پُر لطف طعام کا انتظام مکرم سیٹھ نثار احمد صاحب اور اُن کے برادران کی نگرانی میں ہوتا تھا۔ اسی طرح جلسہ گاہ کی تیاری اور متعلقہ انتظام مکرم سیٹھ محمد نعمت اللہ صاحب غوری نائب امیر جماعت احمدیہ اور اُن کے برادران کے سپرد تھے۔

غرض سیٹھ محمد الیاس صاحب امیر جماعت احمدیہ کی سنجیدہ رہنمائی اور بہترین انتظامی صلاحیت اور اُن کے رفقاءِ کار کے بھرپور تعاون سے یہ جلسہ اور دیگر متعلقہ انتظامات نہایت خیر و خوبی اور سلیقہ سے سرانجام ہوتے رہے۔

مزید برآں محترم نائب امیر صاحب کے تعاون اور مکرم قائد مجلس خدام الاحمدیہ کی قیادت میں نوجوانوں کے خلوص و جذبہ نے اس جلسہ کو چار چاند لگا دئے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ محترم امیر صاحب اور جملہ احباب جماعت کو جزائے خیر عطا فرمائے اور زیادہ سے زیادہ خدماتِ دینیہ بجالانے کی توفیق بخشے۔ اور اُن کی تمام کوششیں اور خدمات بارگاہِ الٰہی میں مقبول اور عمدہ نتائج کی حامل ہوں آمین۔

جلسہ سالانہ یادگیر کی رپورٹیں آندھرا پردیش کے کثیر الاشاعت مسلم اخبار "رہنمائے دکن" اور اسی طرح ملاپ میں بھی شائع ہوئیں۔ نیز حیدر آباد سے نکلنے والے ہفت روزہ جریدہ "ابن الوقت" نے محترم سیٹھ محمد الیاس صاحب کی تصویر کے ساتھ جو رپورٹ شائع کی وہ درج ذیل ہے۔

"یادگیر میں جماعت احمدیہ کا ۶۶ واں سیشن!

سیٹھ محمد الیاس امیر جماعت نے صدارت کی جماعتِ احمدیہ یادگیر کے ۶۶ ویں دو روزہ سالانہ سیشن کے دوران ریاست اور بیرون ریاست کے متعدد مقررین نے اسلامی افکار، اقدار، خوبیوں اور اصولوں پر روشنی ڈالی۔ جماعتِ احمدیہ یادگیر کے نوجوان سیٹھ محمد الیاس صاحب نے پہلے سیشن کی صدارت کی۔ یادگیر اور اطراف و اکناف سے ہزار ہا مسلمانوں اور غیر مسلموں نے شرکت کی۔ اور اسلامی تعلیمات کے فیوض و برکات سے استفادہ کیا۔ سیٹھ محمد الیاس صاحب کی موزوں و سنجیدہ رہنمائی میں جماعت کا کام بہترین طور پر انجام پا رہا ہے۔"

وَ اٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

اداریہ .... بقیہ صفحہ نمبر ۲

کی جماعت میں شامل ہو کر خدمت و اشاعتِ دین میں لگے ہوتے ہیں۔ اُن کے دل میں کبھی ایسی حسرت پیدا نہیں ہوتی بلکہ وہ مطمئن ہیں کہ ان کا ہاتھ ایک واجب الاطاعت امام کے ہاتھ میں ہے جو شب و روز اُن کی رہبری فرماتا اور خدمتِ دین کی نئی سے نئی راہوں پر چلاتا چلا جا رہا ہے۔

اس موقعہ پر ہم بڑی محبت اور نہایت درجہ ادب و احترام کے ساتھ تمام برادرانِ اسلام سے درخواست کریں گے کہ وہ مال گاڑی کی اس مثال سے سبق حاصل کریں۔ گزشتہ تیرہ صدیوں میں تو ہر صدی پر امام ظاہر ہوتے رہے۔ جو افرادِ ملت کی گاڑی کو منزل کی طرف لے جاتے رہے۔ اور روحانی انجن کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ آخر کیا وجہ ہے کہ چودھویں صدی ایسے امام سے خالی رہے۔ ورنہ خدا تعالیٰ پر وعدہ خلافی کا الزام آتا ہے۔ بہرحال جس نے آنا تھا وہ آچکا اب وقت گذر جانے پر کسی دوسرے کی انتظار بے معنی ہے۔ اب بھی آنکھیں کھولیں۔ زندگی کی باقی ان گھڑیوں کو غنیمت جانیں جرأت اور ہمت سے کام لیتے ہوئے اسی انجن ہاں روحانی انجن کے ساتھ جُڑ جائیں۔ قدرت کے اشاروں کو سمجھیں۔ خدا تعالیٰ آپ کے سینوں کو حق کے لئے کھول دے۔ آمین ثم

اِسْمَعُوْا صَوْتَ السَّمَاءِ جَاءَ الْمَسِیْح جَاءَ الْمَسِیْح
نیز بشنو از زمیں آمد امام کامگار !!

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْنُ۔

منقولات

یہ خوش قسمتی ہمارے لئے کیوں نہیں

معاصر الجمعیۃ دہلی اپنے جمعہ ایڈیشن کے سرورق پر عنوانِ بالا کے تحت رقمطراز ہے:۔

"مَیں ریلوے لائن کے کنارے کھڑا تھا کہ ایک مال گاڑی کی گڑگڑاہٹ نے مجھے اپنی طرف متوجہ کر لیا۔ یہ کئی درجن ویگنوں کی ایک طویل ناقابلِ شکست قطار تھی جو دیر تک میرے سامنے سے گذرتی رہی۔ ایک کے بعد ایک خالی ڈبے انجن کے اس طرح پیچھے جا رہے تھے جیسے انہیں انجن کی پیروی کے سوا کچھ اور معلوم نہ ہو۔

"کیا یہ خوش قسمتی صرف مال گاڑی کے ویگنوں کے لئے مقدر ہے" مَیں نے سوچا "مال کے ڈبوں کے لئے انجن ہے۔ کیا ہمارے انسانی قافلے کے لئے کوئی انجن نہیں۔ کیا یہ ممکن نہیں کہ ہمارا بھی ایک "انجن" ہو اور سارے افرادِ ملت اس سے جڑ کر ایک سوچی سمجھی راہ پر رواں دواں ہوں۔

مال گاڑی کے ڈبے جو ہماری نظر میں اتنے حقیر ہیں کہ ہمیں سفر کے لئے دئے جائیں تو ہم اس میں بیٹھ کر سفر کے لئے تیار نہ ہوں، وہ ایک انجن سے جڑ کر اپنا مشترک قافلہ بنا لیتے ہیں اور سب مل کر منزل پر پہنچ جاتے ہیں۔ کیا یہی عمل ہم اپنی زندگی میں نہیں دُہرا سکتے۔

آہ وہ بھیڑ جو ایک قافلہ نہیں بن سکتی، اور آہ وہ قافلہ جو اپنے آپ کو ایک انجن کے سپرد کرنے کے لئے تیار نہیں۔

(مستقبل کی طرف)

(ہفت روزہ الجمعیۃ جمعہ ایڈیشن مجریہ ۹ مئی ۱۹۶۹ء)

نیا مالی سال اور بقایا دار افراد کا فرض

صدر انجمن احمدیہ قادیان کا نیا مالی سال یکم مئی ۱۹۶۹ء سے شروع ہو چکا ہے۔ اور متعدد جماعتیں ایسی بھی ہیں جن کی طرف سے گزشتہ مالی سال میں وصولی متوقع بجٹ کے مطابق نہیں ہوتی ان کی خدمت میں ادائیگی بقایا کے لئے تحریک ارسال کی جا چکی ہے۔ اور اب یہ بقایا جات ایسی جماعتوں کے موجودہ مالی سال میں شامل کر کے اطلاع بھجوائی جا رہی ہے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ ایسے بقایا دار احباب اور جماعتیں اپنے مالی فرض کو ادا کرنے کی طرف فوری توجہ فرمائیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:۔

"مَیں اُن دوستوں کو جن کے ذمّہ بقائے ہیں توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنے بقائے جلد ادا کریں۔ وہ مجھے یہ بات یاد نہ دلائیں کہ اس وقت مشکلات بہت زیادہ ہیں یہ بات تو ہر شخص کو معلوم ہے"

نیز حضور رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

"یاد رکھو مجھے روپیہ کی ضرورت نہیں مَیں اپنے لئے تم سے کچھ نہیں مانگتا۔ مَیں خدا تعالیٰ کے لئے اور اس کے دین کی اشاعت کے لئے مانگ رہا ہوں۔ اگر تم چندہ میں حصّہ نہیں لوگے تو خدا خود اپنے دین کی ترقی کا سامان کر دے گا۔ مگر میں اس سے ڈرتا ہوں کہ تم دین کی ترقی میں حصّہ نہ لے کر گنہگار نہ بن جاؤ"

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جملہ احباب جماعت اور عہدیداران کو فرض شناسی کی توفیق بخشے۔ اور زیادہ سے زیادہ مالی قربانی کر کے اللہ تعالےٰ کی رضا کو حاصل کرنے والے بن سکیں آمین۔

ناظر بیت المال (آمد) قادیان

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارشاد

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"پس چاہیئے کہ خدا تعالیٰ پر توکل کر کے پُورے اخلاص اور جوش اور ہمت سے کام لیں کہ یہی وقت خدمت گذاری کا ہے۔ اس کے بعد وہ وقت آتا ہے کہ ایک سونے کا پہاڑ بھی اس راہ میں خرچ کریں تو اس وقت کے پیسہ کے برابر نہ ہوگا!"

(الحکم ۵ جولائی ۱۹۰۳ء)

سو احباب ہمت و جوانمردی کے ساتھ اپنے تحریک جدید کے وعدے ادا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ کے حضور شکریہ کا یہ ایک بہترین طریق ہے کہ اس نے انہیں اپنے زمانہ کے مامور کی شناخت کی توفیق عطا کی اور اُن کا فرض ہے کہ دوسروں کی ہدایت کے لئے اپنے اموال خرچ کریں۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرماتے آمین۔

وکیل المال تحریک جدید قادیان

پٹرول یا ڈیزل سے چلنے والے ٹرک یا کاروں

کے ہر قسم کے پرزہ جات آپ کو ہماری دکان سے مل سکتے ہیں۔ اگر آپ کو اپنے شہر یا کسی قریبی شہر سے کوئی پرزہ نہ مل سکے تو ہم سے طلب کریں۔

پتہ نوٹ فرمالیں

آٹو ٹریڈرز ۱۶ مینگولین کلکتہ نمبر ۱

AUTO TRADERS 16 MANGOE LANE CALCUTTA-1

تار کا پتہ "AUTOCENTRE" فون نمبر 23—1662 23—6222

سپیشل گم بوٹ

جن کے آپ عرصہ سے متلاشی ہیں

مختلف اقسام، دفاع۔ پولیس۔ ریلوے۔ فائر سروسز۔ ہیوی انجینئرنگ۔ کیمیکل انڈسٹریز۔ مائنز۔ ڈیریز۔ ویلڈنگ شاپس اور عام ضرورت کے لئے دستیاب ہو سکتی ہیں!

گلوب ربڑ انڈسٹریز

آفس و فیکٹری: ۱۰۔ پربھو رام سرکار لین کلکتہ نمبر ۱۵ فون نمبر ۲۲ — ۳۲۷۲

تار کا پتہ: گلوب ایکسپورٹ

شو روم: ۳۱/۱ ویسٹ پور روڈ کلکتہ نمبر ۱ فون نمبر ۳۴ — ۰۲۰۱

بدر کا سیرت النبی صلعم نمبر

انشاء اللہ ۱۲ احسان ۱۳۴۸ ہش مطابق ۱۲ جون ۶۹ء کو شائع ہو رہا ہے وقت چونکہ بہت کم ہے اور اس قلیل سے عرصہ میں بذریعہ خط و کتابت اپنے عمومی قلمی معاونین سے رابطہ قائم نہیں کیا جا سکتا لہٰذا احمدی شعراء کرام اور جماعت کے اہل قلم احباب کی خدمت میں فوری توجہ دینے کی درخواست ہے۔ امید ہے معاونین خصوصی فوری توجہ فرما کر عند اللہ ماجور ہونگے۔

ایڈیٹر بدر